عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY
KHATM-E-NUBUWWAT
KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۹ | ۱۶تا۲۲/ذوالقعدہ۱۴۴۱ھ مطابق ۸تا۱۵/جولائی ۲۰۲۰ء | شمارہ: ۲۶

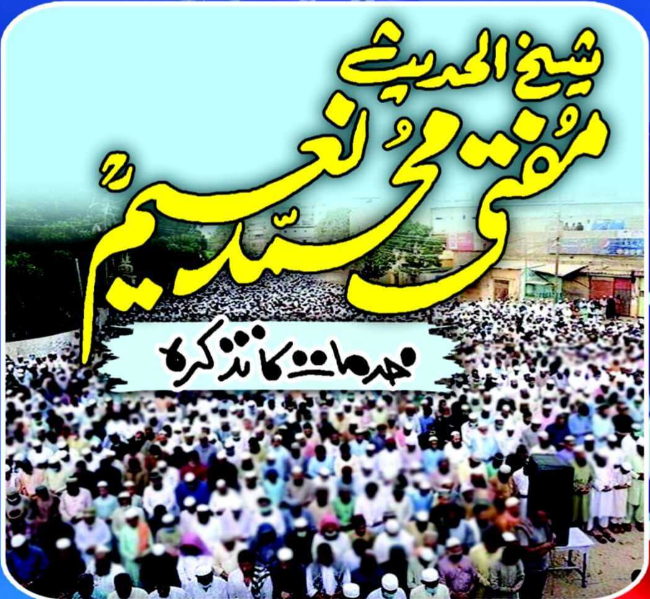

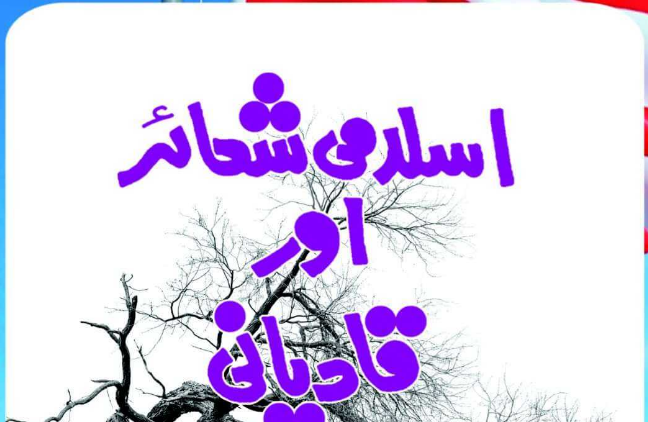

مذہبی آزادی
امریکی تھپکی
اور نئے
مطالبات

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

قربانی کی کھال

س:......قربانی کے جانور کی کھال قصائی کو دے سکتے ہیں یا نہیں؟ اور کیا یہ فروخت کر سکتے ہیں؟

ج:......قصائی سے جو اجرات طے کی ہے اس کو وہی دے دیں۔ کھال کو اجرت میں نہیں دے سکتے، باقی قربانی کی کھال کا حکم گوشت کا ہے خود بھی رکھ سکتے ہیں اور کسی دوسرے کو بھی دے سکتے ہیں، لیکن یہ کھال اگر فروخت کر دی تو اس کے بدلہ میں ملنے والی رقم آپ خود استعمال نہیں کر سکتے بلکہ کسی مستحق کو دینا واجب ہے۔

پیدائشی عیب والی جانور کی قربانی

س:......اگر کسی جانور میں پیدائشی عیب ہو یا جانور فروخت کرنے والا کہے کہ یہ اس کا پیدائشی عیب ہے تو کیا ایسے جانور کی قربانی ہو سکتی ہے؟

ج:......عیب خواہ پیدائشی ہو یا بعد میں کسی وجہ سے ہو گیا ہو، اگر ویسا عیب ہے جو قربانی سے مانع ہے تو ایسے جانور کی قربانی کرنا یا عقیقہ کرنا درست نہیں ہے۔

جن جانوروں کی قربانی جائز نہیں

س:......کن جانوروں کی قربانی جائز نہیں یا کون سے عیب ہیں جن کی وجہ سے قربانی جائز نہیں ہے؟

ج:......اندھے، کانے، لنگڑے جانور کی قربانی جائز نہیں۔ اسی طرح ایسا مریض اور کمزور جانور جو قربانی کی جگہ تک اپنے پیروں پر نہ جا سکے، اس کی قربانی بھی جائز نہیں۔ جس جانور کا تہائی سے زیادہ کان یا دُم کٹی ہوئی ہو اس کی قربانی بھی جائز نہیں۔ جس جانور کے دانت بالکل نہ ہوں یا اکثر نہ ہوں، اس کی قربانی جائز نہیں۔ اسی طرح جس جانور کے کان پیدائشی طور پر نہ ہوں یا اکثر نہ ہوں اس کی قربانی جائز نہیں۔ اسی طرح جس جانور کے کان پیدائشی طور پر بلکل نہ ہوں اس کی قربانی درست نہیں۔

قربانی کے جانور کی عمر کتنی ہو؟

س:......اگر جانور دو دانت کا نہ ہو تو کیا اس کی قربانی جائز ہے؟

ج:......اصل میں جانور کی عمر پوری ہونا ضروری ہے، بکرا، بکری اگر ایک سال سے کم عمر ہوں خواہ ایک ہی دن کی کمی ہو تو اس کی قربانی کرنا درست نہیں، پورے ایک سال کے ہوں تو ہی درست ہے اور گائے، بھینس پورے دو سال کے ہوں تو قربانی درست ہوگی۔ اس سے کم عمر ہوں تو درست نہیں اور اونٹ پورے پانچ سال کا ہو تو قربانی درست ہوگی۔

بھیڑ، دنبہ اگر چھ مہینے سے زائد کا ہو اور اتنا فربہ یعنی موٹا تازہ ہو کہ اگر پورے سال کے بکرے، بکریوں کے درمیان چھوڑا جائے تو فرق معلوم نہ ہو تو اس کی قربانی کرنا بھی درست ہے اور اگر کچھ فرق معلوم ہوتا ہو تو قربانی درست نہیں۔ جانور دو دانت کا ہونا عموماً اس کی عمر پوری ہونے پر دلالت کرتا ہے، اگر کسی نے خود گھر میں بکرا پالا ہو اور اسے معلوم ہو کہ اس کی عمر ایک سال سے زیادہ ہے گو کہ دو دانت کا نہیں ہے، تب بھی قربانی درست ہے۔ **واللہ اعلم بالصواب.**

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلس ادارت

مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۳۹ ۱۶ تا ۲۲ ر ذوالقعدہ ۱۴۴۱ھ مطابق ۸ تا ۱۵ ر جولائی ۲۰۲۰ء شمارہ: ۲۶

اس شمارے میں!

شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد نعیمؒ کی خدمات کا تذکرہ	۴	مفتی خالد محمود
مذہبی آزادی: امریکی تھپکی اور نئے مطالبات	۱۰	جناب عمر فاروق صاحب
مخدوم العلماء حضرت مولانا پیر عزیز الرحمٰن ہزارویؒ	۱۲	مولانا محمد عدنان کیانی
اسلامی شعائر اور قادیانی ہٹ دھرمی (۴)	۱۶	پروفیسر عبدالواحد سجاد
حضرت مولانا عزیز احمد بہلویؒ کی رحلت	۱۸	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا شجاع آبادی کے تبلیغی و دعوتی اسفار	۲۰	〃 〃 〃
عدالتی تحقیقاتی کمیشن کے سوالات کے جوابات (۷)	۲۲	تقریر: مولانا محمد علی جالندھریؒ
میری والدہ ماجدہؒ کی رحلت	۲۴	مولانا محمد ثناء الرحمٰن
قادیانیوں کے سوالات کے جوابات (۳)	۲۶	حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

سرپرست
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن مینجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

بیاد
امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرِ تعاون
امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMIMAJLISTAHAFFUZKHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

مفتی خالد محمود

جامعہ بنوریہ کے رئیس وشیخ الحدیث حضرت مولانا

مفتی محمد نعیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات کا تذکرہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

ممتاز عالم دین، عظیم مذہبی اسکالر، جید حافظ وقاری، قرآن کریم سے حد درجہ شغف رکھنے والے، علوم نبویہ کے امین، مشفق ومہربان انسان، تواضع و انکساری کے پیکر، سینکڑوں مساجد ومدارس کے سرپرست، غمزدہ دلوں کے درد کا درماں، بے کس وبے سہارا لوگوں کا مددگار، جامعہ بنوریہ عالمیہ کے مؤسس و بانی، جامعہ کے رئیس وشیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد نعیم رحمۃ اللہ علیہ 20/جون 2020ء بروز ہفتہ رات نو بجے کے قریب اس دنیا سے منہ موڑ کر راہی عالم آخرت ہوگئے اور ایک دنیا کو حیران وسرگردان اور روتا ہوا چھوڑ کر زبان حال سے بتا گئے کہ میں تمہاری اس دنیا کی صحبت کا مزید حریص نہیں ہوں۔ موت کوئی اچنبھا نہیں اور نہ ہی یہ کوئی نئی چیز ہے، اس دنیا میں جو بھی آیا اس نے موت کا مزا چکھنا ہے، بلکہ اس دنیا میں آنا درحقیقت جانے کی تمہید ہے، جب کسی کا وقت موعود آجائے تو پھر نہ ایک لمحے کی تاخیر ہوسکتی ہے اور نہ تقدیم۔ لیکن بہت سے جانے والے ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے جانے سے ایک جہان تاریک ہوجاتا ہے، زمین وآسمان ان پر نوحہ کرتے ہیں، ہر سُو صف ماتم بچھ جاتی ہے۔ مفتی محمد نعیم صاحبؒ چلے گئے مگر اپنے پیچھے انہوں نے صرف اپنی اولاد کو ہی یتیم نہیں چھوڑا بلکہ ہزاروں شاگرد اور لاکھوں عقیدت مندوں کو یتیم کر گئے، آج جامعہ بنوریہ کے درو دیوار افسردہ ہیں کہ ان کے بانی چلے گئے، اساتذہ وطلبہ ماتم کناں ہیں کہ ان کے مربی، ان کے سرپرست چلے گئے۔ حضرت مفتی محمد نعیم صاحب ان لوگوں میں سے تھے جن سے علم اور اہل علم کا وقار قائم ہوتا ہے، جن کے دم قدم سے علم کی شمعیں روشن رہتی ہیں، جو شمع کی مانند خود جلتے ہیں مگر دوسروں کو ضیا بخشتے ہیں۔ مفتی محمد نعیم صاحبؒ نے پاکیزہ زندگی گزاری اور موت بھی اس طرح آئی کہ نہ وہ کسی کے محتاج ہوئے، نہ معذور، چارپائی اور آدمی کی احتیاج سے اللہ نے انہیں محفوظ رکھا اور چلتے ہاتھ پاؤں دیکھتے ہی دیکھتے اس دنیا کو خیر باد کہہ دیا اور بتا گئے کہ اللہ والوں کے لئے اس دنیا کو چھوڑنا کتنا آسان اور سہل ہوتا ہے۔ کچھ عرصہ سے تقریباً ہر روز کسی عالم، کسی بزرگ، کسی شیخ کے اس دنیا سے جانے کی خبریں تسلسل سے آرہی ہیں، ایسا محسوس ہوتا ہے کہ شاید اس عالم کی بساط لپیٹنے کا وقت قریب آرہا ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> ''نیک لوگ یکے بعد دیگرے اٹھتے جائیں گے اور انسانیت کی تلچھٹ پیچھے رہ جائے گی جیسا کہ ردی کھجور اور ردی جَو رہ جاتے ہیں، حق تعالیٰ کو ان کی کوئی پرواہ نہیں۔''

اور ایک اور حدیث میں ہے:

> ''بے شک اللہ تعالیٰ اس علم کو اس طرح قبض نہیں کرے گا کہ انسانوں کے دلوں سے علم چھین لے گا بلکہ قبض علم کی یہ صورت ہوگی کہ اللہ تعالیٰ علماء کو اٹھاتا رہے گا یہاں تک کہ ایک عالم بھی باقی نہیں رہے گا، لوگ جاہلوں کو پیشوا بنالیں گے، ان سے سوالات ہوں گے، وہ بغیر علم کے مشورے دیں گے، خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔''

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ علم صحیح اور عمل صالح پر انسانیت کی بقا کا مدار ہے، ان دونوں کی موت انسانیت کی موت ہے، علماء کے اٹھتے چلے جانے سے یہ دونوں چیزیں اٹھتی جارہی ہیں۔ اللہ ہمارے حال پر رحم فرمائے۔ مفتی نعیم صاحبؒ کا یوں اچانک اس دنیا سے منہ موڑ کر جانا بھی اسی کا تسلسل

نظر آ رہا ہے۔

حضرت مفتی محمد نعیم صاحبؒ اگست 1958ء میں قاری عبدالحلیم کے گھر میں پیدا ہوئے۔ حضرت مفتی محمد نعیم صاحب کے والد محترم قاری عبد الحلیم صاحب عمدہ مجود اور جید قاری تھے، قاری عبدالحلیم صاحب کا پورا گھرانہ پارسی تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے والد کو اسلام کی نعمت سے سرفراز فرمایا، قاری صاحب کے والد کس طرح مسلمان ہوئے اور ان پر کیا بیتی اس سلسلہ میں خود قاری صاحب کی بیان کردہ گفتگو کا خلاصہ پیش کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے:

’’میرے والد کا تعلق ایک غریب گھرانے سے تھا اور مذھباً وہ پارسی تھے، غربت کے زمانے میں محنت اور دلجمعی کے ساتھ اعلیٰ عصری تعلیم حاصل کی، پھر انگریز حکومت کے تحت ملازمت اختیار کر لی۔ آپ کی فرض شناسی اور محنت کے وصف کے باعث آپ کا انگریز آفیسر آپ سے بہت متاثر تھا۔ چنانچہ جب اس کا تبادلہ ہندوستان سے عرب ریاست میں کر دیا گیا تو والد صاحب کو بھی اپنے ہمراہ لے گیا۔ وہاں کچھ مقامی عرب بھی اسی آفیسر کے ماتحت تھے ایک دن اس عملے کے ایک عرب نوجوان نے والد صاحب سے پوچھا کہ آپ کس کی عبادت کرتے ہیں؟ تو والد صاحب نے کہا ’’آگ کی‘‘۔ یہ سن کو وہ عرب بہت حیران ہوا اور کہنے لگا کہ تمہارا کیسا خدا ہے کہ جسے تم اپنے ہاتھ سے زندہ کرتے ہو اور پھر وہ پانی کے چند قطروں سے مر بھی جاتا ہے۔ پھر اس نے پوچھا کہ ’’تم اپنے مُردوں کے ساتھ کیا معاملہ کرتے ہو؟ والد صاحب نے کہا کہ ہم انہیں پرندوں کو کھلا دیتے ہیں! اس پر وہ مزید حیران ہوا پھر اس نے اسلام کا نظریہ اس بارے میں بیان کیا۔ تو والد صاحب بہت متاثر ہوئے اور کہنے لگے کہ تمہارے پاس اپنے مذہب کی کوئی کتاب ہو تو مجھے دے دو! چنانچہ ایک دن وہ کتابیں لے آیا اور والد صاحب کو دیں اور ساتھ والد صاحب کو مسلمان ہونے کا کہا، والد صاحب نے جواب دیا کہ میں ان کتابوں کا مطالعہ کر کے ایک مہینہ بعد جواب دوں گا۔ اس پر وہ کہنے لگا کہ کیا آپ ایک ماہ تک زندہ رہنے کی ضمانت دے سکتے ہیں؟ والد صاحب نے نفی میں جواب دیا تو وہ کہنے لگا بہتر ہے کہ آپ ابھی کلمہ پڑھ لیں اور مسلمان ہو جائیں! چنانچہ والد صاحب نے کلمہ توحید پڑھا اور دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ چھٹیوں میں والد صاحب ہندوستان تشریف لائے تو والدہ کو مسلمان ہونے کی ترغیب دی مگر خاندان والوں کی شدید مخالفت کے باعث وہ اس وقت مسلمان نہ ہوئیں۔ اسی دوران میری (قاری صاحب) کی ولادت ہوئی۔ اس طرح کئی سال تک والد صاحب چھٹیوں میں آتے رہے اور والدہ کو سمجھاتے رہے مگر کامیاب نہ ہو رہے تھے۔ بالآخر والد صاحب نے ملازمت سے ریٹائرمنٹ لے لی اور مستقل ہندوستان چلے آئے۔ اس دفعہ جب والد صاحب آئے تو والدہ کو ہمراہ لیا اور چپکے سے ’’حیدرآباد دکن‘‘ کی طرف ہجرت کر لی۔ وہاں والدہ کو مسلمان کیا اور ان کا اعتقاد پختہ کیا! بعدازاں یہاں بھی خاندان والوں کا آنا جانا ہو گیا مگر وہ والدہ کو متزلزل نہ کر سکے۔ پھر معاشی عسرت کے باعث ہم لوگ ایک دیہات میں رہائش پذیر ہو گئے۔ ڈابھیل نامی اس بستی میں مولانا انور شاہ کشمیریؒ صاحب نے ’’الملک‘‘ کے نام سے ایک مدرسہ کی بنیاد رکھی تھی، یہیں سے میں نے ناظرہ قرآن پڑھا اور تیرہ پارے حفظ کئے، بعدازاں ہم بمبئی منتقل ہو گئے جہاں ’’جونا پٹی‘‘ کے مدرسہ میں (یہ اب تبلیغی مرکز ہے) میں نے حفظ قرآن مکمل کیا۔ 1944ء میں، میں نے تکمیل حفظ کی۔ اسی سال والد صاحب نے مدینہ منورہ کے لئے رخت سفر باندھا اور پھر مستقل طور وہیں سکونت اختیار کر لی، ہر سال باقاعدگی سے حج کے لئے جاتے تھے، اسی طرح کئی سال گزر گئے مگر وہ ہندوستان نہ آئے۔ 1948ء کو ہم دو بھائی والدہ سمیت کراچی منتقل ہو گئے، بڑے بھائی تو بعدازاں ہندوستان واپس لوٹ گئے، مگر ہم لوگ یہیں کے ہو کر رہ گئے۔ والد صاحب سے ہندوستان آنے کے لئے کہتے تو وہ جواب میں لکھتے کہ میں تو یہاں مرنے کے لئے آیا ہوں اور کسی صورت میں یہاں سے نہیں جاؤں گا۔ والد صاحب کی اس پختگی کی وجہ یہ تھی کہ وہاں مدینہ منورہ میں ان کے ساتھ گجرات

کے ایک صاحب بھی تھے جو اپنی اولاد کے اصرار پر ان سے ملنے ہندوستان آئے تو یہیں پر ان کا انتقال ہو گیا جس کا والد صاحب کو شدید رنج تھا۔ چنانچہ وہ حجاز مقدس سے قدم بھی باہر نہ نکالتے تھے۔ 1956ء میں بیمار ہوئے تو والدہ اور ہمشیرہ ان سے ملنے کے لئے گئیں۔ کچھ دن ہسپتال میں رہے مگر جانبر نہ ہو سکے اور انتقال کر گئے اور جنت المعلیٰ میں مدفون ہوئے۔ والدہ واپس کراچی آ گئیں اور جمشید کوارٹر میں رہائش اختیار کی بعد ازاں گارڈن ویسٹ میں منتقل ہو گئے، اسی دوران میری شادی بھی ہو گئی۔ والدہ صاحبہ کا سائٹ ایریا میں واقع اسٹار مل کے سیٹھ کی بیوی سے تعلق بن گیا تھا چنانچہ رہائش اسٹار مل میں منتقل ہو گئی۔ میرے پاس گزر اوقات کے لئے رکشہ تھا جس میں ''حضرت ہوٹل'' والوں کے لئے سبزی لایا کرتا تھا جس سے 150 روپے ماہوار ملتے تھے اور ساتھ ساتھ مل کی مسجد میں امامت کرتا تھا جس سے 150 روپے حاصل ہوتے تھے، کل ماہانہ آمدنی تین سو روپے تھی۔ میرا بیٹا نعیم بنوری ٹاؤن میں پڑھ رہا تھا، ابھی وہ طالب علم ہی تھا کہ اسٹار مل کے سیٹھ نے اسٹار کالونی میں ایک چھوٹا سا مدرسہ بنا دیا، جہاں نعیم رات کو پڑھایا کرتا تھا، پھر جب فارغ ہو گیا تو ابتدائی درجات کی کتب بھی پڑھانی شروع کر دی۔ جہاں موجودہ مدرسہ بنوریہ ہے یہاں نشاط مل والوں کی کالونی تھی اور ہم یہاں گشت کے لئے آیا کرتے تھے، نشاط مل والوں نے مزدوروں کی نماز کے لئے مل کے ساتھ ایک جگہ مخصوص کر رکھی تھی، ایک دن مفتی نعیم نے نشاط مل والوں سے کہا: یہ جگہ ہمیں دے دو! ہم یہاں مسجد بنانا چاہتے ہیں۔ سو نشاط مل کے ملازم حاجی شریف کے توسط سے یہ جگہ حاصل کر لی گئی اور یہاں محمدی مسجد کی تعمیر شروع ہوئی، بعد ازاں اسٹار کالونی میں واقع مدرسہ بھی اسی جگہ منتقل کر دیا گیا اور اسے مدرسہ بنوریہ کا نام دیا گیا جو آہستہ آہستہ ترقی کرتے ہوئے آج اس مقام تک آ پہنچا ہے کہ عالم اسلام کی ایک معروف دینی درسگاہ بن چکا ہے۔''

پاکستان آنے کے بعد قاری عبدالحلیم صاحب نے باقاعدہ حضرت قاری فتح محمد رحمہ اللہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا اور تجوید وقرأت کے علوم سیکھے۔ تکمیل کے بعد قاری صاحب نے مختلف مساجد ومدارس میں امامت اور تدریس قرآن کے فرائض انجام دیئے۔ یہ قاری صاحب کی انتہائی تنگدستی کا زمانہ تھا، آٹھ سال آپ سعودی عرب، طائف میں رہے، اس کے بعد واپس پاکستان آ گئے۔ سائٹ ایریا میں اسٹار کالونی میں آپ کو رہائش کے لئے ایک کوارٹر دیا گیا، اسی کالونی میں ایک ہال نما کمرہ تھا جس میں آپ بچوں کو قرآن کریم کی تعلیم سے آراستہ کرتے تھے، اسٹار کالونی کے سامنے ہی نشاط مل کی مسجد تھی ''مسجد نور جہاں'' کے نام سے اس میں آپ امامت کراتے تھے۔ قاری عبدالحلیم صاحب کو قرآن کریم سے بڑی عقیدت تھی اور بہت عمدہ تلاوت قرآن کیا کرتے تھے، قرآن کریم سے خاص قلبی لگاؤ تھا، دس پارے تلاوت کرنا تو آپ کا عام معمول تھا، قاری صاحب نے اپنے تمام بیٹوں کو قرآن کریم حفظ کرایا۔

مفتی محمد نعیم صاحبؒ کو آپ نے حفظ قرآن کی تعلیم دی، کچھ قاری صاحب اور کچھ نانک واڑہ اور مکی مسجد کے اساتذہ سے حفظ قرآن کی تعلیم مکمل کی۔ قاری فتح محمد صاحب رحمہ اللہ سے باقاعدہ پڑھا تو نہیں لیکن قاری صاحب کو قرآن کریم سنایا ہے اور قاری صاحب کو قرآن کریم سنانا آسان کام نہیں۔ اسی محنت کا نتیجہ تھا کہ مفتی صاحب کو شروع سے قرآن کریم بہت پختہ یاد تھا اور اپنے والد صاحب کی محنت کی بدولت خود مفتی صاحب کو قرآن کریم کا خوب ذوق وشوق تھا۔ خود بھی کئی پارے روزانہ تلاوت قرآن کریم کا معمول تھا اور جب حرمین تشریف لے جاتے تو وہاں دیگر ضروری معمولات کے بعد اکثر تلاوت قرآن کریم فرمایا کرتے تھے۔

مفتی نعیم صاحب کے تکمیل حفظ کے بعد آپ کو جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن میں داخل کرا دیا گیا اور اول تا آخر درسِ نظامی کی تعلیم جامعہ میں ہی ہوئی ہے۔ مفتی صاحب شروع سے بہت محنتی تھے، پڑھنا اور تعلیم حاصل کرنا ہی آپ کا مشغلہ تھا یا پھر اساتذہ کی خدمت کرنا، ہم نے زمانہ طالب علمی میں انہیں اساتذہ کی خدمت کرتے ہوئے خود دیکھا ہے۔ خصوصاً دوپہر کے وقفہ میں اساتذہ کے لئے کھانا لانا، دسترخوان لگانا، کھانا کھلانا اور برتن

دھونا یہ مفتی صاحب کا روز کا معمول تھا، کیوں کہ مولانا سیّد مصباح اللہ شاہ، مفتی ولی حسن صاحب تو اکثر اور مفتی شاہد صاحب، مولانا ضیاء الحق صاحب بھی دارالافتاء میں دوپہر کے وقت قیام کرتے تھے اور مفتی صاحب ان کے کھانے کا بندوبست کرتے تھے، اس کے علاوہ ان کے گھروں کا سودا سلف لانا، مولانا ادریس، مفتی ولی حسن صاحب کے پان وغیرہ کا بندوبست کرنا بھی مفتی صاحب کے ہی ذمہ تھا۔

مفتی صاحب نے بڑی محنت سے تعلیم حاصل کی اس لئے ہمیشہ امتیازی نمبروں سے کامیابی حاصل کرتے تھے، اسی محنت ولیاقت اور خدمت کے جذبے نے انہیں اپنے اساتذہ کا منظور نظر بنا دیا تھا۔ ۱۹۷۹ء میں آپ نے جامعہ سے سند فراغت حاصل کی۔ یہی وجہ تھی کہ جب مفتی صاحب نے دورۂ حدیث کا امتحان دے دیا، ابھی نتیجہ نہیں آیا تھا کہ اساتذہ نے جامعہ میں بحیثیت استاد آپ کا تقرر کر دیا۔ یہ مفتی صاحب پر اساتذہ کا اعتماد تھا اور مفتی صاحب بھی اپنے اساتذہ کے اعتماد پر پورے اترے اور چھوٹے درجات سے لے کر بڑے درجات کی کتابیں آپ کے زیر تدریس رہیں۔ مقامات حریری اور مختصر المعانی کے سبق نے تو خاص شہرت حاصل کی اور کئی سال آپ نے مسلسل ان دو کتابوں کا درس دیا۔

جامعہ بنوریہ کی بنیاد:

جیسا کہ پہلے تذکرہ آ چکا ہے کہ اسٹار کالونی میں ایک ہال نما کمرہ قاری عبدالحلیم صاحب کو بچوں کی قرآن کریم کی تعلیم کے لئے دیا گیا تھا۔ قاری صاحب وہاں قرآن کریم کی تعلیم دیا کرتے تھے، رات کو مفتی نعیم صاحب بھی اس تعلیم میں اپنے والد صاحب کی معاونت کرتے۔ جب مفتی نعیم صاحب فارغ التحصیل ہوگئے تو کالونی کے انہی بچوں کو جن میں کئی حافظ ہو چکے تھے ان سے درس نظامی کی تعلیم کا آغاز کیا۔ ابتدائی دو درجے اعدادیہ اور اولیٰ شروع کیا۔ صبح مفتی صاحب جامعہ علوم اسلامیہ تدریس کے لئے جایا کرتے تھے۔ وہاں سے آنے کے بعد ان طلباء کو پڑھایا کرتے تھے۔ ایک سال کے بعد مولانا عبدالحمید صاحب، جو ان کے دورے کے ساتھی تھے۔ مفتی احمد الرحمٰنؒ کے توسط سے ان کو اپنے مدرسہ میں لے آئے۔ شروع کے دو سال تو اسی اسٹار کالونی کے کمرے اور سامنے مسجد نور جہاں میں کلاسیں لگتی رہیں۔

آج کل جہاں جامعہ بنوریہ قائم ہے یہ درحقیقت نشاط ملز کی لیبر کالونی تھی۔ ذوالفقار علی بھٹو نے اپنے دور میں ہر ایک بڑی فیکٹری اور مل کے لئے لازمی کیا تھا کہ وہ اپنے مزدوروں کی رہائش کے لئے کالونیاں بنائے۔ اس کے لئے حکومت نے انہیں جگہیں مہیا کی تھیں۔ اس شرط پر کہ مل مالکان یہ جگہ فروخت نہیں کریں گے۔ یہ ایک اچھی بڑی کالونی تھی۔ یہاں کے رہائش پذیر مزدوروں نے نماز کے لئے ایک چھوٹی سے مسجد خود ہی بنالی تھی۔ نشاط مل تقریباً بند ہو چکی تھی۔ بہت سے کوارٹرز خالی تھے۔ کچھ مزدوروں کا قبضہ تھا۔ قاری صاحب اور ان کے رفقاء تبلیغی گشت کے لئے کبھی کبھی یہاں آیا کرتے تھے۔ مفتی نعیم صاحب نے جب اس مسجد کی خستہ حالی اور ویرانی دیکھی تو ان کے مالکان سے بات کر کے یہ جگہ حاصل کر لی۔ مسجد کی چار دیواری نہیں تھی۔ خستہ حال تھی۔ اس کی صفائی کروائی اسے نماز کے قابل بنایا۔ سامنے تھوڑی جگہ تھی جہاں آج کل دفاتر ہیں۔ وہاں دو کمروں کی بنیاد ڈالی اور اس طرح یہاں جامعہ بنوریہ کی بنیاد رکھی گئی۔ یہ غالباً ۱۹۸۰ء کا زمانہ ہے۔ اور اس طرح اسٹار کالونی کا مدرسہ یہاں منتقل کر دیا گیا۔ اس مدرسہ کی بنیاد رکھنے، اس کو چلانے اور قائم رکھنے میں مفتی صاحب کو اپنے اساتذہ خصوصاً حضرت مفتی ولی حسن ٹونکی، امام اہلسنت مفتی احمد الرحمٰن، حضرت مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختار شہید کی مکمل سرپرستی اور تعاون حاصل رہا ہے۔

انہی اساتذہ نے آ کر اس مدرسہ کی بنیاد رکھی۔ ایک طویل عرصہ تک اساتذہ کا تقرر بھی مفتی احمد الرحمٰن کی تصدیق وتوثیق سے ہوا کرتا تھا۔ ہر سال کے آغاز میں مفتی احمد الرحمٰن صاحب دیگر اساتذہ کے ساتھ آ کر افتتاحی اجلاس سے خطاب کرتے اور اساتذہ وطلبہ کو نصیحت فرماتے تھے۔ رفتہ رفتہ مفتی نعیم صاحب کالونی کی جگہ حاصل کرتے رہے۔ اس کے حصول میں مشکلات بھی بہت پیش آئیں۔ جگہ خالی کرانے میں بھی دقت پیش آئی۔ شروع میں علاقے کے لوگوں اور سرکاری اہلکاروں کی مخالفت کا سامنا بھی رہا۔ پانی کی شدید قلت تھی۔ بجلی اکثر غائب رہتی اور اگر ہوتی تو وولٹیج بہت کم، فوسیٹر (کالے رکشے) کے علاوہ کوئی سواری نہیں چلتی تھی۔ نہ کوئی دکان، نہ مارکیٹ، ضرورت کی معمولی سی چیز کے لئے یا ناظم آباد جانا پڑتا یا لیبر اسکوائر، صرف

ایک حضرت ہوٹل تھا جس پر کچھ کھانے پینے کا سامان مل جایا کرتا تھا۔ان سخت اور مشکل حالات میں مفتی صاحب نے اپنا سفر شروع کیا اور بڑی ہمت و استقامت کے ساتھ اپنا سفر جاری رکھا،کسی موقع پر مفتی صاحب کے قدم نہیں ڈگمگائے اور مفتی صاحب کا ہر دوسرا قدم کامیابی کی طرف اٹھتا رہا۔رفتہ رفتہ بارہ ایکٹر زمین مفتی صاحب نے حاصل کی یہ ایک دن میں نہیں ہوا اس پر مسلسل محنت ہوئی ہے۔آج جامعہ بنوریہ کئی شاندار عمارتوں پر مشتمل ہیں۔ با قاعدہ دو مسجدیں ہیں۔کشادہ درسگاہیں ہیں،کئی دارالاقامے (ہاسٹلز) ہیں،کئی دارالافتاء ہیں،شعبہ تحفیظ کی علیحدہ عمارت ہے۔بنات کی شاندار عمارت ہے۔غیر ملکی شعبہ مستقل قائم ہے۔اساتذہ کی رہائش گاہیں ہیں۔دارالافتاء،دارالتصنیف،دارالتربیت سمیت متعدد شعبے پوری آب وتاب کے ساتھ قائم ہیں۔

مفتی محمد نعیم صاحب نے جامعہ بنوریہ کو بڑی محنت، جانفشانی اور مستقل مزاجی سے ترقی دی ابتداء میں دو درجے قائم کئے اور پھر ایک ایک درجہ بڑھاتے رہے یہاں تک اسے دورہ حدیث تک پہنچایا۔اور دورہ حدیث بھی اپنے اساتذہ کے مشورے سے قائم کیا۔جب تک دورہ حدیث کا آغاز نہیں ہوا تو مفتی نعیم صاحب با قاعدہ جامعہ علوم اسلامیہ تدریس کے لئے جاتے رہے اور دو کتابوں مقامات حریری اور مختصر المعانی کی تدریس جاری رکھی۔جب آپ نے یہاں دورہ شروع کیا تو جامعہ سے تدریس کو موقوف کردیا۔دورہ حدیث کے بعد مفتی صاحب نے اپنے یہاں تخصص فی الفقہ، تخصص فی الحدیث، تخصص فی الدعوۃ والارشاد، تخصص فی التفسیر کے شعبے بھی قائم کئے۔جامعہ بنوریہ کا ایک اہم شعبہ تحفیظ القرآن ہے۔اس میں قاری عبدالحلیم کی نسبت،ان کا ذوق کارفرما ہے کہ جامعہ بنوریہ میں اول دن سے شعبہ حفظ میں معیاری تعلیم کا سلسلہ جاری ہے،اور اس شعبہ میں مسلسل ترقی کا عمل جاری ہے۔خود مفتی نعیم صاحب کو حفظ کی معیاری تعلیم کی فکر رہتی ہے،اچھے لہجے میں خوش الحانی سے قرآن کریم پڑھنے پر بہت خوش ہوتے تھے۔اس سلسلہ میں مفتی صاحب مسلسل توجہ رکھتے تھے۔اچھے پڑھنے والے طلبہ کو دفتر میں بلاکر قرآن کریم سنتے،ان کی حوصلہ افزائی کرتے،ان میں انعامات تقسیم کرتے، ہر سال حسن قرأت کے مقابلے کرواتے تاکہ طلبہ میں قرآن کریم پڑھنے کا ذوق پیدا ہو۔کئی سال اسی لئے محافل حسن قرأت منعقد کرواتے رہے،جس میں، مصر، انڈونیشیا اور پاکستان کے جید قراء کو بلواتے تھے اسی سلسلہ میں ایک خاص شعبہ دارالتربیت کے نام سے قائم کیا۔بنات میں بھی شعبۂ حفظ معیاری درجے کا ہے۔ابھی ملک میں بنات کے مدارس کا سلسلہ شروع نہیں ہوا تھا کہ مفتی صاحب نے اپنے یہاں بنات کا شعبہ قائم کیا۔الحمدللہ جامعہ بنوریہ کا بنات کا شعبہ بھی معیاری درجہ کا ہے۔مفتی صاحبؒ نے اپنے یہاں تحقیق وتصنیف کا شعبہ بھی قائم کیا۔مولانا حسین احمد صدیقی اور مولانا محمد صادق کو اس کا نگران بنایا اور متعدد علماء کو اس سے وابستہ کیا،اسی شعبہ کے تحت تفسیر روح القرآن اپنی نگرانی میں مرتب کروائی جس کی سات جلدیں آچکی ہیں۔ ''ادیان باطلہ وصراط مستقیم'' کے نام سے فرق باطلہ پر کتاب مرتب کروائی،مفتی زین العابدین،مفتی عتیق الرحمٰن،مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختار یہ پروقیع نمبر شائع کروائے۔بیسیوں چھوٹی بڑی کتابیں اس شعبہ کے تحت زیور طبع سے آراستہ ہو چکی ہیں۔حضرت مفتی محمد نعیم صاحبؒ اگرچہ بہت سادہ مزاج تھے، لیکن مفتی صاحب کی سوچ وسیع تھی،مفتی صاحب اشاعت علم تبلیغ دین، باطل نظریات کی تردید اور لوگوں کی دینی راہنمائی کے لئے تمام تر جدید وسائل اور ذرائع کو استعمال کرنے کے قائل تھے،اسی لئے مفتی صاحب نے اپنے جامعہ میں فتاوی آن لائن کا سلسلہ شروع کیا تاکہ پوری دنیا سے لوگ اپنے مسائل میں رہنمائی حاصل کریں۔غالباً مفتی صاحب اس سلسلہ میں دوسرے اداروں پر سبقت کا شرف رکھتے ہیں،اسی طرح جب دیگر دینی ادارے اپنی ویب سائٹ بنانے کی سوچ رہے تھے،مفتی صاحب اپنے جامعہ کی ویب سائٹ تیار کرکے جاری کر چکے تھے،مفتی صاحب کی کوششوں سے آج سے کئی سال قبل امریکہ میں ریڈیو چینل کے ذریعہ اصلاحی بیانات اور سوال وجواب کا سلسلہ شروع ہوا۔آج اس نے جدید ترقی یافتہ شکل اختیار کرلی ہے اور باقاعدہ بنوریہ میڈیا کے نام سے چینل قائم ہے جو لوگوں کی راہنمائی کا فریضہ انجام دے رہا ہے۔

مفتی صاحب کا ایک عظیم کارنامہ نومسلم افراد کی راہنمائی،ان کی اعانت،ان کا تحفظ،ان کی رہائش اور تعلیم کا بندوبست کرنا،ان کو قانونی معاونت فراہم کرنا بھی ہے۔اس میں بھی مفتی صاحب اپنی انفرادی اور امتیازی شان رکھتے ہیں۔اس سلسلہ میں مفتی صاحب کو بہت سی مشکلات کا سامنا بھی

کرنا پڑا، آپ کو بہت زیادہ دباؤ اور دھمکیوں کا سامنا کرنا پڑا۔ کئی مرتبہ آپ اور آپ کے ادارے کے لئے خطرات پیدا ہوئے مگر مفتی صاحب ثابت قدم رہے اور سینکڑوں افراد نے آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔

مفتی صاحب کا صحافت سے بھی تعلق رہا، حضرت مفتی صاحب کی طرف سے تقریباً روزانہ پابندی سے بیان جاری ہوتا جس میں آپ نئے پیدا شدہ حالات پر خصوصاً مدارس ومساجد اور دینی اقدار کے حوالے سے بیان جاری کرتے، جو مختلف اخبارات کی زینت بنتا اور اس طرح مفتی صاحب احقاق حق کا فریضہ انجام دیتے، اسی طرح مفتی صاحبؒ مختلف چینلوں پر حالات حاضرہ اور نئے ایشوز پر اپنی جچی تلی رائے کا اظہار کرتے اور مسلک حق کی ترجمانی کرتے۔ آپ کے ادارے سے ایک عرصہ تک ماہنامہ البنوریہ کے نام سے رسالہ شائع ہوتا رہا بعد میں اخبار المدارس کے نام سے ہفت روزہ شائع ہونے لگا، اس طرح آپ نے یہ میدان بھی باطل کے لئے خالی نہیں چھوڑا۔ مفتی صاحب نے مستحقین کی امداد اور ضرورت مند افراد کی اعانت کے لئے بنوریہ ویلفیئر ٹرسٹ قائم کیا جس نے ضرورت کے وقت گراں قدر خدمات انجام دیں۔ مفتی صاحب کی حسنات اور خدمات جلیلہ کی فہرست بہت طویل ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ مفتی صاحب کا ایک بڑا اور عظیم کارنامہ جس میں مفتی صاحب کو اپنے اقران پر سبقت حاصل ہے، وہ ہے غیر ملکی شعبہ کا قیام۔

مفتی نعیم صاحب کئی سال تک امریکہ کی ریاستوں میں رمضان المبارک میں تشریف لے جاتے اور وہاں قرآن کریم سناتے، اسی دوران مفتی صاحب کے کئی شہروں میں سفر ہوتے، مفتی صاحب نے وہاں کے علاقوں میں اشاعت قرآن اور تبلیغ دین کا پروگرام بنایا، وہاں کے لوگوں کو ترغیب دی، ان کا ذہن بنایا۔ اس کے نتیجہ میں اولاً ایک والد اپنے بچے کو لے کر آئے، جامعہ بنوریہ میں اس وقت تک کوئی غیر ملکی شعبہ نہیں تھا، مفتی صاحب نے اسے اپنے گھر میں رکھا، اس کے والد کو اپنے یہاں ٹھہرایا، اس بچے کی تعلیم کا بندوبست کیا۔ والد صاحب تو دو ماہ کے بعد واپس چلے گئے مگر بچے کی تعلیم کا سلسلہ جاری رہا۔ اگلے سال اس بچے کو دیکھ کر مزید چار بچے آگئے، اس طرح یہ سلسلہ شروع ہوا۔ مفتی صاحب نے ان کے لئے علیحدہ رہنے کے لئے کمرے تعمیر کروائے، ان کی درس گاہیں علیحدہ سے قائم کیں، ان کی تعلیم کا مستقل بندوبست کیا، ان کے کھانے پینے، رہائش کا عمدہ انتظام کیا اور اس طرح یہ ایک مستقل شعبہ وجود میں آگیا، یقیناً مفتی صاحب نے اس کے لئے بہت محنت کی۔

نائن الیون کے بعد جب پرویز مشرف کے دور میں دینی طلبہ کے ویزوں پر پابندی لگادی گئی تو اس وقت ان غیر ملکی طلبہ کے حق میں سب سے مضبوط اور توانا آواز مفتی نعیم صاحب کی ہی تھی۔ مفتی صاحب نے اس کے لئے میڈیا کا بھی استعمال کیا، وزارت خارجہ کے لوگوں سے بھی مسلسل رابطے رکھے، ہر ذرائع سے اور ہر سطح پر آواز اٹھائی، اسی کا نتیجہ تھا کہ بڑے بڑے جامعات میں غیر ملکی طلبہ کا داخلہ بند ہوگیا، مگر جامعہ بنوریہ میں آخر وقت تک غیر ملکی طلباء تعلیم حاصل کرتے رہے اور آج بھی ایک بڑی تعداد غیر ملکی طلباء کی جامعہ بنوریہ میں زیر تعلیم ہے۔

آج جامعہ بنوریہ کے فضلاء مختلف ملکوں میں تبلیغ دین، اشاعت قرآن اور دینی تعلیم کی ترویج میں مصروفِ عمل ہیں۔ بہت سے فضلاء نے اپنے اپنے علاقوں میں اسلامی سینٹر اور دینی مراکز قائم کئے ہیں۔ مثلاً کیلیفورنیا میں مولانا نعمان بیگ، مولانا رضوان، مولانا عمران وغیرہ نے اسلامک سینٹر قائم کیا، نیویارک میں مولانا سہیل اور ان کے رفقاء کی نگرانی میں اسلامک سینٹر قائم ہے، ٹیکساس میں مولانا ناصر جھانگڑا کی نگرانی میں کام ہورہا ہے۔

لندن میں بنوریہ کے فضلاء مولانا عبدالاول، مولانا عبدالاحد اور مولانا عبدالرقیب مصروف عمل ہیں۔ افریقہ کے ملک کمپوڈیا میں بنوریہ کے فضلاء بڑی محنت سے دین کا کام کررہے ہیں۔ فلپائن، تھائی لینڈ، بینکاک، جرمنی، فرانس اور ترکی میں جامعہ بنوریہ کے فضلاء کی کثیر تعداد مصروف عمل ہے۔ اور ملائیشیا، انڈونیشیا میں جامعہ بنوریہ کے فضلاء کی ایک بہت بڑی تعداد موجود ہے۔ تاجکستان، ایران، روس اور سری لنکا میں بھی جامعہ بنوریہ کے فضلاء اپنی اپنی جگہوں میں علم دین کی خدمت میں مصروف ہیں۔ یقیناً یہ مفتی نعیم صاحبؒ کے لئے صدقہ جاریہ ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کی مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے، پسماندگان کو صبر عطا فرمائے۔ ان کی اولاد کو ان کا صحیح جانشین بنائے اور ان کے گلشن کو ہمیشہ سرسبز وشاداب رکھے۔ آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ أجمعین

مذہبی آزادی: امریکی تھپکی اور نئے مطالبات!

جناب عمر فاروق صاحب

امریکا نے پی ٹی آئی حکومت کو شاباش دی ہے کیوں کہ اس حکومت نے مذہبی آزادی کے حوالے سے وہ اقدامات کئے ہیں جو امریکا کو مطلوب تھے مگر اس تھپکی کے بعد امریکا نے نئے مطالبات کی جو فہرست رکھی ہے وہ نہایت خوفناک ہے یہ مطالبات اور اقدامات ملک میں انارکی پھیلانے کی سازش ہیں، پی ٹی آئی حکومت سے کوئی بعید نہیں کہ وہ ان مطالبات کی حامی بھر لے بلکہ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ عمران خان تو ان مطالبات کو پورے کرنے کی یقین دہانی کے بعد ہی برسراقتدار آئے ہیں یا لائے گئے ہیں، اسی لئے موجودہ حکومت مذہبی اعتبار سے مسلسل ایسے معاملات کو چھیڑ رہی ہے جو طے شدہ ہیں۔

تبدیلی سرکار نے گزشتہ دو سالوں میں ریاست مدینہ کے مقدس نعرے کی آڑ میں مذہبی اعتبار سے جو اقدامات کئے ہیں اس سے اہل پاکستان پہلے ہی تشویش میں مبتلا ہیں اس سے یہ ثابت ہوا ہے کہ حکومت امریکی آقاؤں کے اشاروں پر یہ سب کچھ کر رہی ہے اقتصادی کونسل میں قادیانی مشیر میاں عاطف کی تقرری، توہین رسالت کی ملزمہ آسیہ مسیح سمیت دیگر ملزمان کی رہائی، پہلے سو دنوں میں ہی ناموس رسالت قانون میں ترمیم کی کوشش، حج فارم سے ختم نبوت کا حلف نامہ ختم کرنا اور قومی اقلیتی کمیشن میں قادیانیوں کو شامل کرنے جیسے اقدامات شامل ہیں اور امریکا نے ان اقدامات پر شاباش دے کر مہر تصدیق بھی ثبت کر دی ہے۔

امریکی کمیشن برائے بین الاقوامی مذہبی آزادی (یو ایس سی آئی آر ایف) نے بدھ کو واشنگٹن میں جاری ہونے والی ایک نئی رپورٹ میں کہا ہے کہ اگر پاکستان چاہتا ہے کہ امریکا اسے ان ممالک کی فہرست سے نکال دے جہاں مذہبی آزادی کو خطرہ لاحق ہے تو پاکستان کو امریکی حکومت کے ساتھ ایک نیا معاہدہ کرنا چاہئے جس کے تحت پاکستان ملک میں توہین رسالت کے تمام قوانین کے خاتمے یا ان پر نظرثانی کرنے کی یقین دہانی کروائے گا۔ کمیشن نے کہا ہے کہ اگرچہ اس پاکستان نے اس دوران مذہبی اقلیتوں کے حوالے سے کئی مثبت اقدامات بھی اٹھائے ہیں جس کے بعد پاکستان اس فہرست میں شامل نہیں کیا گیا کمیشن نے حکومت کو شاباش دی ہے اور کہا ہے کہ پاکستانی حکومت نے جو اقدامات اٹھائے ہیں خاص طور پر سپریم کورٹ کی جانب سے مسیحی خاتون آسیہ بی بی کی رہائی، وجیہہ الحسن کیس، سیالکوٹ میں شوالہ تیجا سنگھ مندر کو ہندوؤں اور کرتار پور راہداری کو سکھ برادری کے لئے کھولنے اور سپریم کورٹ کی حمایت یافتہ قومی کمیشن برائے اقلیت کے قیام کو سراہا۔

امریکا کی طرف سے ان اقدامات کو سراہا ہی نہیں گیا بلکہ انعام بھی دیا ہے، سال 2002ء سے کمیشن ہر سال پاکستان کو Country of Particular Concern یا سی پی سی کی لسٹ میں شامل کرنے کی سفارش کرتا آ رہا ہے تاہم امریکی محکمہ خارجہ (اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ) نے پہلی

> **پاکستان میں توہین رسالت کے مقدمات اس وقت تک درج نہیں ہوتے جب تک ایس پی لیول کا افسر مکمل تحقیق نہ کر لے اور جھوٹے مقدمے پر تعزیرات پاکستان کی ایک شق 182 پہلے سے موجود ہے**

نے اپنی اس سال کی رپورٹ میں پاکستان کو ان ممالک کی فہرست میں شامل کرنے کی سفارش کی تھی جہاں مذہبی آزادی کے حوالے سے واشنگٹن کو خاص تشویش ہے، تاہم کمیشن نے دیکھا ہے کہ

بار پاکستان کو 2018ء کی اس فہرست میں شامل کیا۔ پاکستان سے امریکا کی قومی سلامتی سے جڑے مفادات کے پیش نظر واشنگٹن نے دو سالوں تک پاکستان کو سی پی سی سے مستثنیٰ قرار دے دیا ہے۔سعودی عرب اور تاجکستان کے بعد پاکستان وہ تیسرا ملک تھا جسے امریکا نے اپنے مفادات کی خاطر 2019ء میں استثنیٰ دیا تھا۔

رپورٹ میں کہا گیا ہے: ’’خارجہ پالیسی سے متعلق سفارشات کی روشنی میں کمیشن یہ سفارش کرتا ہے کہ عالمی مذہبی آزادی ایکٹ (ایفرا) کے تحت پاکستان اور امریکا ایک ایسا معاہدہ کریں جس کے تحت حکومت پاکستان کو ایسے معنی خیز اقدامات اٹھانے کو کہا جائے جس سے مذہبی اقلیتوں کی حالت بہتر ہو۔اس دوطرفہ معاہدے کا فائدہ یہ ہوگا کہ اس سے پاکستان میں مذہبی اقلیتوں کے حالات بہتر بنانے میں مدد ملے گی اور خود پاکستان کو سی پی سی سے نکلنے کا راستہ واضح طور پر معلوم ہوگا۔کمیشن نے پاکستان سے سی پی سی سے نکلنے کے لئے کئی قلیل مدتی، درمیانی مدت اور طویل مدتی اقدامات کا مطالبہ کیا ہے۔ یہ صرف مطالبات ہی نہیں ہیں بلکہ پاکستان میں امریکی گماشتے اور دیسی گورے کئی سالوں سے سوشل میڈیا پر اس حوالے سے مہم چلا رہے ہیں، توہین رسالت قانون ان کا خاص ٹارگٹ ہے، توہین رسالت کے ملزمان کی رہائی کے لئے وہ ماہی بے آب کی طرح تڑپ رہے ہیں، اقلیتوں کے حقوق کے نام پر دکانداری چمکا رہے ہیں، اگرچہ وہ یہ کام ڈالرخوری کے لئے کر رہے ہیں مگر انہیں اندازہ نہیں کہ اس سے ان کی پیٹ کی آگ تو بجھ جائے گی مگر جہنم کی آگ وہ کیسے ہضم کریں گے؟

امریکی کمیشن نے فوری اقدامات اٹھاتے ہوئے نادرا سے مطالبہ کیا ہے کہ قومی شناختی کارڈ فارم میں شہریوں سے ان کے مذہب کے بارے میں سوال ختم کرے، کیونکہ اس سے کمیشن کے مطابق تمام مذہبی گروہوں اور خاص کر احمدی (قادیانی) فرقے سے تعلق رکھنے والے شہریوں کو امتیازی سلوک کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔کمیشن نے حکومت پاکستان سے کہا ہے کہ وہ احمدی (قادیانیوں) کی مذہبی کتب و دیگر مواد کی اشاعت پر پابندی ہٹا دے اور توہین رسالت سے متعلق تمام قوانین کا ازسرنو جائزہ لے، کیونکہ یہ قوانین مبینہ طور پر غیر مسلموں کے خلاف ذاتی مفادات کی خاطر استعمال ہوتے ہیں۔ آپ اندازہ لگائیں کہ امریکا کس طرح پاکستان میں نئی آگ کو ہوا دینا چاہ رہا ہے؟

اسی طرح کمیشن نے درمیانی مدت کے اقدامات اٹھانے کے حوالے سے مطالبہ کیا ہے کہ توہین رسالت کے مقدمات میں انصاف کا تقاضا پورا کیا جائے، کیونکہ یہ قوانین خود پاکستان کے قانون میں دیئے گئے شہری حقوق کے خلاف ہیں جو برابر حقوق کا وعدہ کرتے ہیں۔ نیز توہین رسالت کے مقدمات کی تجربہ کار پولیس اہلکاروں کے ہاتھوں تحقیق کا مطالبہ کیا گیا ہے۔کمیشن کا کہنا ہے کہ پاکستان میں توہین رسالت کے مقدمات کئی سالوں تک چلتے رہتے ہیں اور عدلیہ کو چاہئے کہ ان مقدمات کا تیزی سے فیصلہ کرے۔ مزید کہا ہے کہ جن افراد پر توہین رسالت کے مقدمات ہیں انہیں یہ حق دیا جائے کہ ان کی ضمانت ہو سکے اور جو لوگ اس طرح کے مقدمات میں غلط بیانی کرتے ہیں ان کے لئے سزا مقرر کی جائے۔

حالانکہ پاکستان میں توہین رسالت کے مقدمات اس وقت تک درج نہیں ہوتے جب تک ایس پی لیول کا افسر مکمل تحقیق نہ کرلے اور جھوٹے مقدمے پر تعزیرات پاکستان کی ایک شق 182 پہلے سے موجود ہے۔

کمیشن نے طویل مدتی اقدامات کے حوالے سے مطالبہ کیا ہے کہ حکومت پاکستان پینل کوڈ کے آرٹیکل 295 اور 298 اے کا خاتمہ کرے، جس کے تحت توہین رسالت کو جرم قرار دیا گیا ہے یوں یہاں آ کر امریکی بلی مکمل تھیلے سے باہر آ جاتی ہے اور واضح ہو جاتا ہے کہ ان کا ایجنڈا کیا ہے؟ رپورٹ میں کہا گیا ہے: ’’توہین رسالت کے قوانین عالمی انسانی حقوق کے معیار سے متصادم ہیں۔ یہ درست ہے کہ ہر کسی کو حق حاصل ہے کہ توہین کرنے والے کے خلاف آواز اٹھائے لیکن اگر ایسے قوانین بنتے ہیں جو توہین پر سزائیں مقرر کرتے ہیں تو ایک طرح سے یہ مذہبی آزادی اور متعلقہ انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہے۔اس سے پہلے اقوام متحدہ بھی پاکستان سے ICERD اور ICPRC کنونشنز کی آڑ میں قانون توہین رسالت ختم کرنے کے مطالبات کئے جاتے رہے ہیں۔

اس رپورٹ سے واضح ہوگیا ہے کہ ہمارا ملک نظریاتی طور پر کس طرف جا رہا ہے؟ حکومت مستقبل میں ان اقدامات پر عمل درآمد کرنے کے لئے کیا منصوبے بنا رہی ہے اور آنے والے حالات کیا پیغام دے رہے ہیں، اس حوالے سے قوم کو بیداری کا مظاہرہ کرنا ہوگا۔

(روزنامہ اسلام کراچی، ۱۹؍جون ۲۰۲۰ء)

مخدوم العلماء ومجاہد ملت

حضرت مولانا پیر عزیز الرحمٰن ہزارویؒ

مختصر حالاتِ زندگی

مولانا محمد عدنان کیانی

13/ جون 2020ء کو میرے والد محترم کی جدائی و وفات کا غم ابھی تازہ تھا کہ 23/ جون 2020ء بروز منگل صبح تقریباً پونے سات بجے سید العارفین، مجاہد ختم نبوت، یادگار اسلاف، بطل حریت وللّٰہیت، نڈر و بے باک حق گو، مخدوم العلماء والصالحین، رہبر شریعت، عاشق سنت، شیخ المشائخ حضرت مولانا پیر محمد عزیز الرحمٰن ہزاروی نور اللہ مرقدہ کے اللہ کریم کو پیارا ہونے کی خبر نے یکلخت بے جان سا کر دیا۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔

ایسا لگا جیسے زمین رک گئی، حواس بیجان ہوگئے گویا قیامت کا صور پھونکا جاچکا بس مردہ جسم دفنانا باقی ہے۔

مکیں ہوگئے لامکاں کیسے کیسے
زمین کھا گئی آسماں کیسے کیسے

میرے شیخ، مربی، آقا و حقیقی شفیق سرپرست ومحبوب روحانی والد محترم امت کے شفیق، لاکھوں مسلمانوں، ہزاروں جید نامور علماء کرام اور سینکڑوں خلفاء مجازین کے لئے بھی انسانیت کا بہترین نمونہ تھے۔ بچپن سے حضرت رحمہ اللہ علیہ کے ساتھ اصلاحی تعلق رہا جو خاندانی ہی ہوگیا تھا۔ آپ کا لمحہ لمحہ سانس سانس دین متین کی حفاظت وسربلندی، عشق خدا ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وقف تھا۔ گویا حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کے قافلے سے بچھڑ جانے والے ایک بہترین عالم تھے جو مابعد کے لئے بہترین نمونہ ہیں۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ ہزارہ کے علاقے بٹگرام کے گاؤں چھپر گرام میں 1947ء میں ایک علمی وسردار گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے علاقے میں حاصل کی اور تکمیل دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں فرمائی اور مولانا عبدالحق حقانیؒ کے خاص الخاص تلامذہ میں شمار ہوتے تھے۔ بعدازاں راولپنڈی تشریف لے آئے اور ایک مسجد میں امامت فرمائی کچھ عرصے بعد جامع مسجد صدیق اکبرؓ ویسٹرج 3، چوہڑ چوک راولپنڈی کے امام وخطیب مقرر ہوئے اور وصال تک وہ ادارہ حضرتؒ سے ہی منسوب رہا، آپ وہیں امامت و خطابت، درس قرآن و حدیث دیتے رہیں وہیں اردگرد بے شمار مکاتب قرآنیہ و مدارس ومساجد اپنے قائم فرمائے۔ دارالعلوم زکریا کی بنیاد کے بعد اسفار سے آکر اس کی تعمیر وترقی میں زیادہ وقت صرف فرماتے رہے۔

آپ جہاں دارالعلوم زکریا اسلام آباد کے بانی و مدیر اور وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی عاملہ کے رکن تھے وہیں شیخ زکریا ٹرسٹ کے بانی و منتظم تھے۔ سینکڑوں مساجد ومدارس اور خانقاہیں آپ کی زیرسرپرستی ملک بھر میں علم وعمل اور تزکیہ نفس کی شمع روشن کئے ہوئے ہیں جبکہ آپ کے سینکڑوں خلفاء ملک اور بیرون ملک آپ کے مشن کو آگے بڑھا رہے ہیں۔

قطب الاقطاب برکۃ العصر حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے خادم خاص اور محبوب اجل خلیفہ تھے۔ دینی مزاج میں حضرت سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ علیہ اور حضرت غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کے پَرتو

> جہاں 14 برس حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ کے خادم ومعتمد خاص رہے، وہیں حضرت شیخ الحدیثؒ کی خانقاہی، مجالس ذکر اللہ و درود شریف کے عام کرنے کی محنت کے حقیقی امین بلکہ باقاعدہ ایک تحریک تھے۔ مدارس ومساجد میں آپ نے احیاء مجالس ذکر اللہ و درود شریف کے لئے کس قدر مشقتیں، اسفار ومحنتیں فرمائی اس کی مثال ملنا مشکل ہے

تھے۔ جہاں 14 برس حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ کے خادم و معتمد خاص رہے، وہیں حضرت شیخ الحدیثؒ کی خانقاہی، مجالس ذکر اللہ و درود شریف کے عام کرنے کی محنت کے حقیقی امین بلکہ باقاعدہ ایک تحریک تھے۔ مدارس و مساجد میں آپ نے احیاء مجالس ذکر اللہ و درود شریف کے لئے کس قدر مشقتیں، اسفار و محنتیں فرمائی اس کی مثال ملنا مشکل ہے۔ 50 برس سے زائد امامت و خطابت اور درس و تدریس سے وابستہ رہے۔ جہاں جاتے، وقت ملتا تو فرماتے گھٹلیاں بچھا دو درود شریف پڑھتے ہیں۔ اپنے شیخ کے نام پر ایک فلاحی ٹرسٹ شیخ زکریا ٹرسٹ کی بنیاد رکھی، جس نے ملک بھر میں اپنی خدمات کے ذریعے نام پیدا کیا۔ 2005ء کے زلزلے سے لے کر آج تک مخلوق خدا کی ایسی خدمت کی کہ عوام و خواص آپ کے گرویدہ ہو گئے۔ آپ کی محنت کی بدولت آج ملک کا کوئی قریہ، شہر ایسا نہیں جہاں آپ کا لگایا یہ مجالس ذکر اللہ و درود شریف کا گلستان سرسبز و شاداب نہ ہو۔ رمضان المبارک میں کئی دہائیوں سے پہلے مسجد صدیق اکبر، خانقاہ تجلی گاہ حق راولپنڈی اور پھر دارالعلوم زکریا جامع مسجد ختم نبوت اسلام آباد میں خانقاہی اعتکاف کرتے اور کراتے تھے۔ جس میں آخری عشرے میں ملک و بیرون ملک سے ہزاروں کی تعداد میں مریدین و عوام شرکت کرتے اور ظاہر و باطن کو اسلامی تعلیمات و روحانی انوارات سے مزین کرتے۔ ایک ایک رات میں سینکڑوں قرآن شریف بعد تراویح نوافل میں ختم کرواتے۔ قرآن کریم کے عاشق تھے۔ باوجود انتہائی مصروفیات، اجتماعات، اجلاسات اور ملاقاتوں کے روزانہ تلاوت قرآن کریم کا معمول تھا۔ لباس و غذا انتہائی سادہ تھی۔ کھدر کا کرتا اور لوکی کی بھجیا یا شوربا ہی نوش فرماتے تھے۔ کیونکہ مصالحہ جات سے قطعی پرہیز فرماتے تھے اس لئے پہلے ہی سادی غذا کا انتظام کیا جاتا تھا۔ شہد بہت مرغوب تھا۔ انتہائی مہمان نواز تھے کہ قرضہ لے کر بھی مہمان نوازی فرمایا کرتے تھے۔ کوئی جائیداد، مال، گاڑی بنگلہ آپ کی ملکیت میں نہیں تھا نہ ہے۔ فقیرانہ زندگی بسر فرمائی اور فقیرانہ ہی رخصت ہوگئے۔ تواضع کا پیکر تھے۔ اپنے چھوٹوں کا ایسا احترام و ادب فرماتے خصوصاً سیّد حضرات کا کہ سامنے والے کا سر شرم سے جھک جاتا، دین کے معاملے میں ایسے نڈر و بے باک کہ بڑے بڑے جابر حکمرانوں کو جھنجھوڑ کر رکھ دیتے جس کے انعام کے طور پر آپ پر 36 مقدمات بنائے گئے۔ جیل و نظر بندی کی صعوبتیں بھی مثالی صبر و استقامت سے برداشت فرمائیں۔ ناچیز اور چھوٹے بھائی مولانا کامران کیانی دو دہائی سے زائد حضرت اقدس کے خادم و ڈرائیور رہے اس لئے آپ کی جہاں ہم نکموں نے بے شمار شفقتیں، محبتیں، نوازشیں، عنایتیں اٹھائیں وہیں آپ کی ذات و کمالات کے ایسے مشاہدے کئے کہ اب ان کا مثل ملنا محال لگتا ہے۔

آپ جہاں دارالعلوم زکریا اسلام آباد کے بانی و مدیر اور وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی عاملہ کے رکن تھے وہیں شیخ زکریا ٹرسٹ کے بانی و منتظم تھے۔ سینکڑوں مساجد و مدارس اور خانقاہیں آپ کی زیر سرپرستی ملک بھر میں علم و عمل اور تزکیہ نفس کی شمع روشن کئے ہوئے ہیں جبکہ آپ کے سینکڑوں خلفاء ملک اور بیرون ملک آپ کے مشن کو آگے بڑھا رہے ہیں

بڑے بڑے اللہ والے اپنے ملکوں سے آتے اور حج میں صرف میدان عرفات میں آپ سے ساتھ وقوف کے لئے آپ کے خیمے میں جمع ہو جاتے۔ بڑے سیاسی علماء و شخصیات کو آپ سے اہم ترین مشورے لیتے دیکھا۔ کئی دینی تحاریک کا نقطہ آغاز و توجہ آپ نے ہی فراہم کیا۔ خاموشی سے بڑے اہل علم و عمل کو خفیہ فتنوں اور بظاہر صحیح مگر در پردہ اسلام کے خلاف بڑی سازش کی طرف توجہ دلاتے اور پھر اس فتنے کے خلاف صف اول کے جانباز سپاہی بن جاتے اور اپنا تن من دھن سب لٹانے کے لئے تیار ہو جاتے۔ وطن عزیز سے بہت محبت فرماتے اس لئے عقائد و اعمال کے ساتھ سیاست پر بھی گہری نگاہ رکھتے تھے۔ سیاسی قائدین اپنے حلقوں میں سپورٹ کے لئے آپ کی قدم بوسی کے لئے حاضر ہوتے تو آپ دینی محنت کے لئے ان سے وعدے لیتے پھر ساتھ دینے کا فیصلہ فرماتے۔ قائد جمعیت مولانا فضل الرحمٰن صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت پیر ہزاروی پیدائشی جمعیتی ہیں۔ دینی تنظیموں اور تحاریک کے بڑوں میں شمار ہوتے تھے۔ اسٹیج پر بزرگوں کی صف میں آپ کو امتیاز حاصل تھا تاہم فتنوں کی سرکوبی فرماتے تو شعلہ بیان مقرروں کو بھی حیران فرما دیتے تھے۔ بڑے بڑے جابر حکمرانوں کو بھی حق کہنے اور للکارنے میں جھجکتے نہیں تھے، علماء

کرام کو بھی تنبیہ فرماتے تاہم ادب ولحاظ کبھی آپ سے رخصت نہیں ہوا۔ بقول حضرت مفتی زرولی صاحب اور مولانا فضل محمد صاحب آپ تو علماء حق کی تلوار ہیں۔ سنت کے ایسے عاشق کہ رات میں بھی پگڑی باندھ کر سوتے تھے۔

آپ کو حضرت شیخؒ سے اجازت وخلافت پیارے آقا خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غیبی اشارے ومبشرات کی بنا پر دی گئی تھی جس کے بعد بے شمار مبشرات آپ نے خود اور دوسرے اہل اللہ نے آپ سے متعلق دیکھے۔ پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا آپ اور آپ کے حلقے سے متعلق درود تنجینا کا حکم، مولانا اعظم طارق شہیدؒ کی شہادت سے متعلق خواب مشہور ومعروف ہیں۔ آپ کو حضرت سیّد حسین احمد مدنی، حضرت احمد علی لاہوری، حضرت اشرف علی تھانوی، حضرت عبدالرحیم رائے پوری رحمہم اللہ تعالیٰ کے سلسلوں اور بعض عرب شیوخ سے بھی اجازت وخلافت حاصل تھی، جن کی آپ اپنے خلفاء کو اجازت بھی دیا کرتے تھے۔

کراچی تشریف لاتے تو ساتھ رکھتے تھے۔ حضرت کی چپل اور سامان ناچیز کے پاس ہوتا۔ حضرت ٹیکسلا خانقاہ سے باہر تشریف لائے تو ناچیز نے دوسرے نمازیوں کی چپلیں سائڈ میں کر کے حضرت کی رکھنی چاہی تو ڈانٹا۔ فرمایا کیا وہ مسلمان نہیں کہ میری جوتی کی خاطر ان کی جوتیاں ہٹائی جائیں۔ بڑے عالی ظرف اور امام التواضع تھے۔

حضرت سید نفیس الحسینی نور اللہ مرقدہ فرماتے تھے، مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی کے بارے میں کیا پوچھتے ہو ان کے پاس تو گدھا بھی جائے تو اسے اپنی جگہ پر بٹھاتے ہیں۔ باکشف بزرگ اور انگلش کے پروفیسر حضرت پروفیسر جلیل رحمۃ اللہ

فرماتے تھے۔

حضرت مولانا عبدالحق حقانی، حضرت ڈاکٹر شیر علی شاہ، حضرت مولانا فقیر محمد پشاوری، حضرت مفتی ولی حسن ٹونکی، خواجہ خواجگان حضرت خواجہ خان محمد، حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید، صاحبزادہ حضرت مولانا محمد طلحہ، حضرت مولانا حبیب اللہ مظاہری، حضرت مولانا یوسف متالا، حضرت مولانا یوسف تتلا، حضرت شاہ محمد زبیر، حضرت مفتی نظام الدین شامزئی، حضرت عبدالحفیظ مکی، حضرت حافظ صغیر صاحب اور بے شمار علماء کرام واولیاء کرام کے منظور نظر ومحبوب تھے آپ اخص الخواص تھے۔

> **اسلامی تحریکات میں سب سے آگے بطور جانباز سپاہی رہنا مگر نام وتعریف کے وقت خود کو چھپا لینا، خدمت خلق، اتحاد امت کی کوشش، صلہ رحمی کی از حد ترغیب، اونچے اور مضبوط تعلقات کے باوجود انتہائی انکساری، شعائر اللہ اور اللہ والوں کا ادب، حرمین شریفین سے محبت اور وہاں کا مثالی ادب، زیادہ وقت حالت گریہ طاری رہنا خصوصا تہجد میں رونے کی آوازیں، آپ کے وہ کمالات ہیں جن کی مثالیں ناپید ہیں**

ایک مرتبہ جامع مسجد صدیق اکبر کے باہر ایک پھل فروش تپتی دھوپ میں اپنے ٹھیلے کے ساتھ زمین پر سورہا تھا اور اس پر دھوپ پڑ رہی تھی۔ حضرت اقدس اور ہم سب باہر سے آئے تو حضرت کی اس پر نگاہ پڑی تو بے چین ہوگئے۔ اندر آکر بلک بلک کر رونے لگے کہ وہ بھی اللہ کا بندہ ہے کیسے مٹی اور دھوپ میں پڑا ہوا ہے اور ہم پنکھوں میں رہتے ہیں۔ ایک صاحب کو بھیج کر اسے اندر بلوایا اور اس سے تمام پھل خرید لیا، منہ مانگی قیمت دی، پانی کھانا کھلا کر روانہ کیا۔ ناچیز چھوٹی عمر سے حضرت کے پاس جاتا تھا اور جب

علیہ جو کہ حضرت صوفی محمد اقبال مدنی رحمہ اللہ علیہ کے اجل خلیفہ تھے، حضرت سے فرمایا کرتے تھے کہ پیر جی وعدہ کرو۔ جب جنت جاؤ گے تو ہمیں نہیں بھولو گے ساتھ لے کر جاؤ گے اور حضرت انکساری سے آنکھیں جھکا لیتے۔

سید العارفین حضرت صوفی محمد اقبال صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت شیخ الحدیثؒ کے اجل خلیفہ اور کئی کتابوں کے ناقل، کاتب خطوط و معتمد خاص، حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے مرجع تھے حضرت پیر ہزاروی رحمہ اللہ علیہ کو امیر صاحب مخاطب فرماتے اور خطوط تحریر

حج کے ایام میں منیٰ میں دوران قیام آپ کی طرف سے ناشتے کا لنگر، لاکھوں افراد کو داڑھیاں رکھوانا اور پھر ان کے نام کے ساتھ اپنے مریدین کے ذریعے روضہ اقدس پر سلام پیش کرانا، علماء وطلباء کو کبھی خالی ہاتھ نہ لوٹانا، اسلامی تحریکات میں سب سے آگے بطور جانباز سپاہی رہنا مگر نام وتعریف کے وقت خود کو چھپا لینا، خدمت خلق، اتحاد امت کی کوشش، صلہ رحمی کی از حد ترغیب، اونچے اور مضبوط تعلقات کے باوجود انتہائی انکساری، شعائر اللہ اور اللہ والوں کا ادب، حرمین شریفین سے محبت اور وہاں کا مثالی

ادب، زیادہ وقت حالت گریہ طاری رہنا خصوصا تہجد میں رونے کی آوازیں، آپ کے وہ کمالات ہیں جن کی مثالیں ناپید ہیں۔ آپ شریعت و طریقت کا کامل تلازم تھے۔ لاک ڈاؤن سے قبل ختم بخاری کے اجتماعات کے سلسلے میں کراچی تشریف لائے اور تقریبا پانچ دن قیام رہا جس میں معہد الخلیل الاسلامی کا پروگرام بھی شامل تھا۔ ایک ایک دن میں تین تین اجتماعات فرمائے۔ کیا معلوم تھا یہ ہمارے طبیب وامیر کا آخری سفر ہوگا۔

27 رمضان المبارک سے دل کے عارضے میں مبتلاء ہوئے تاہم مجلس ذکر اللہ بھی خود ہی کراتے رہے اور عشقیہ اشعار سناتے رہے۔ پھیپھڑوں کے عارضے میں بھی مبتلا تھے۔ 6 شوال المکرّم کو ایک دینی اجلاس میں شرکت فرمائی۔ تاہم 22/ جون 2020ء کو منگل کی رات انہیں 11 بجے طبیعت بگڑنے پر ہسپتال لے جایا گیا۔ صبح فجر کی نماز ادا فرمائی۔ ذکر اللہ فرمایا۔ مسواک فرمائی اور ذکر کرتے کرتے لیٹ گئے، فرمایا ناشتہ اٹھ کر کروں گا اور یہی لیٹنا ابدی نیند ثابت ہوا۔ سنت کے عاشق کے آخری سانس بھی سنت اور پیارے اللہ کے پیارے نام سے جڑے ہوئے تھے۔ 23/ جون 2020ء کو صبح سوا 6 بجے تقریبا 75 برس کی عمر میں اللہ کو پیارے ہوگئے اور ایک مزید مینارہ علم وعمل، جہاد وعزیمت گر گیا۔ کوئی مجلس جنت میں ضرور سجی ہوگی، جہاں سارے اللہ والے جمع ہو رہے ہیں سو اس میں حضرت ہزاروی جیسا دین کا داعی و عاشق نہ ہو ممکن نہ تھا۔ تقریباً 45 سے زائد حج فرمائے۔ بے شمار عمرے فرمائے۔ اس سال حج کی پابندی تھی اس لئے اللہ کریم نے اپنے بڑے دربار بلالیا۔

آپ نے اپنے لاکھوں تلامذہ اور مریدین جبکہ آپ سے اجازت یافتہ سینکڑوں خلفاء اور تمام امت کو یتیم وسوگوار چھوڑ کر اپنے حقیقی محبوب رب کے پاس مسکراتے پہنچ گئے۔

عجیب حیرت وملال کا عالم ہے کہ ایک سال سے کم عرصے میں شیخ الحدیث مولانا زکریا کاندھلویؒ کے جانشین اور صاحبزادے مولانا طلحہؒ سمیت کئی خلفاء کرام دنیا بھر سے دار القضاء اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوگئے۔ جن میں مولانا عبد الحفیظ مکی، مولانا یوسف متالا، مولانا یوسف تتلا، مولانا حبیب اللہ مظاہری، حافظ صغیر احمد صاحب رحمہم اللہ تعالیٰ اور اب ان حضرات کے سرخیل شفیق الامۃ مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی بھی داغ مفارقت دے گئے۔

دل کا یہ حال ہوا تیرے بعد
جیسے ویران سرا ہوتی ہے

حضرت کی نماز جنازہ حضرت شیخ الحدیثؒ کے خلیفہ مولانا مفتی مختار الدین شاہ صاحب نے پڑھائی جبکہ حیرت تھی کہ مختار الامہ حضرت مفتی مختار الدین شاہ صاحب دامت برکاتہم کو ادارے و خانقاہ کا سرپرست مقرر فرمایا تھا۔ حضرت مفتی مختار الدین صاحب نے نماز جنازہ سے قبل تمام خاندان کی اجازت سے حضرت ہزاروی رحمہ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزادے اور خلیفہ ومجاز حضرت قاری عتیق صاحب دامت برکاتہم کو ادارے و خانقاہ کا مہتمم ومتولی بنا کر دستار بندی فرمائی اور یقیناً حضرت اقدس رحمہ اللہ کو بڑے صاحبزادے سے بڑی محبت و اعتماد تھا اور وہ یقیناً ان ذمہ داریوں کے لائق بھی ہیں جبکہ منجھلے صاحبزادے مفتی اویس عزیز کو نائب مہتمم نامزد فرما کر دستار بندی فرمائی اور پھر نماز جنازہ پڑھائی جس میں لاکھوں افراد نے شرکت کی اور حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے بقول ہمارے جنازے ہماری حقانیت کی گواہی دیں گے ثابت ہوگیا۔ ملک کے ہر کونے سے حضرت کے متوالے پہنچے۔ ایئر پورٹ پر سوال کئے گئے کہ آیا ایسا کیا ہوا ہے؟ اسلام آباد میں کہ علماء، دیندار اس قدر اسلام آباد کا رخ کر رہے ہیں۔ عوام کا ایسا جم غفیر اسلام آباد و راولپنڈی کی تاریخ نے شاید ہی دیکھا ہو۔ تقریباً اطراف میں 8 کلومیٹر تک مجمع وصفیں تھیں جبکہ نماز جنازہ سے قبل شدید آندھی وبادوباراں کی وجہ سے اتنی ہی بڑی تعداد نماز جنازہ میں شرکت نہیں کر سکی۔ نماز جنازہ کے بعد رب کائنات نے بارش فرما کر موسم ٹھنڈا اور آسمان پر خوبصورت رنگ بکھیر دیا اور اپنی راہ کے تھکے ماندے مگر مالک حقیقی اور پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اکابر ووالدین سے ملاقات کے مشتاق اپنے ولی کامل اور سچے عاشق صادق کا ایسا خوب استقبال فرمایا۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بیوہ، چار صاحبزادے حضرت قاری عتیق عزیز، مفتی اویس عزیز، مولانا زکریا عزیز، مولانا ابوبکر عزیز اور ایک صاحبزادی لاکھوں متوسلین وخلفائے کرام سوگوار چھوڑے ہیں۔

اللہ کریم محض اپنے فضل واحسان سے اپنے محبوب بندے ہمارے حضرت اقدس پیر ہزاروی نور اللہ مرقدہ واعلی اللہ مراتبہ کے مرقد مبارک پر کروڑ ہا رحمتیں نازل فرمائے اور حضرت کے مشن و اداروں کی بھرپور حفاظت ونصرت فرمائے اور امت مسلمہ کو مزید نقصانات سے محفوظ فرمادیں۔ آمین ثم آمین۔ ☆☆

اسلامی شعائر اور قادیانی ہٹ دھرمی....

گزشتہ ماہ محترم پروفیسر عبدالواحد سجاد صاحب نے روزنامہ اسلام میں شائع ہونے والے اپنے کالم میں ردِ قادیانیت کے موضوع پر کئی نہایت فکر انگیز اور مدلل کالم سپرد قلم کیے ہیں، جن کی افادیت کے پیش نظر انہیں اپنے قارئین کی خدمت میں بھی پیش کیا جاتا ہے۔ (ادارہ)

چوتھی قسط

شعائر اسلام اور قادیانی کے عنوان سے گزشتہ کالم میں شعائر کا معنی اور مفہوم، مرزا بشیرالدین کے اسلامی شعائر کے حوالے سے قادیانیوں کے اختلاف کے اعتراف کو نقل کر کے یہ سوال کیا گیا تھا کہ جب وہ مسلم اکثریت کے شعائر سے اختلاف رکھتے ہیں تو انہیں ان شعائر اور علامات کو استعمال کرنا زیب نہیں دیتا۔ اس سلسلے میں شعائر مکانی یعنی کعبہ اور مساجد، شعائر عملی نماز و اذان، شعائر زمانی جیسے رمضان کا تذکرہ کرتے ہوئے اسے مسلم تشخص کی پہچان اور ان کا تحفظ اور ان کا احترام ضروری ہونا واضح کیا گیا تھا اسی طرح اعتقادی، انتظامی، مدارج و مراتب کے شعائر بھی ہیں۔

اعتقادی کے حوالے سے عقیدۂ ختم نبوت کا انکار اپنی اصطلاحات باطلہ کے ذریعہ کرنا قادیانیوں کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیتا ہے۔ کیونکہ اس عقیدہ کے لئے قرآن وسنت کی واضح نصوص موجود ہیں، انتظامی مدارج ومراتب کا تحفظ واکرام مسلمانوں پر واجب ہے، غیر مسلموں کے نام مسلمانوں جیسے نہیں ہونے چاہئیں، کیونکہ نام کسی بھی مذہب کا عکاس ہوتے ہیں، جو نام مسلمانوں کے ساتھ مختص ہوں غیر مسلموں کو وہ نام رکھنے کی اجازت نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے غیر مسلموں سے ایک معاہدہ کیا، جسے ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں بیان کیا ہے۔ اس میں ایک شرط یہ تھی کہ غیر مسلم ہم مسلمانوں والی کنیتیں اختیار کریں گے اور نہ ہی ان کی تعظیم و توقیر ہمارے ذمہ ہوگی۔ قرآن کریم میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کو امہات المومنین کہا گیا ہے۔ یہ اعزاز دنیا کی کسی اور خاتون نہیں دیا جا سکتا، اسلامی تاریخ میں ایسی کوئی نظیر موجود نہیں کہ کسی اور عورت کو ام المومنین کہا گیا ہو جب کہ قادیانی خود تسلیم کرتے ہیں کہ وہ مرزا قادیانی کی بیوی کو اس کی ''نبوت'' کی نسبت سے ام المومنین کہتے ہیں اور قادیانی گرو نے ایک

> انتظامی مدارج ومراتب کا تحفظ واکرام مسلمانوں پر واجب ہے، غیر مسلموں کے نام مسلمانوں جیسے نہیں ہونے چاہئیں، کیونکہ نام کسی بھی مذہب کا عکاس ہوتے ہیں، جو نام مسلمانوں کے ساتھ مختص ہوں غیر مسلموں کو وہ نام رکھنے کی اجازت نہیں

مباحثے میں لاہوری قادیانیوں سے یہ سوال کیا تھا کہ کیا آپ اب بھی حضرت ام المومنین کو ام المومنین کہتے ہیں تو آپ نے عقیدہ بدل لیا ہے ورنہ (نعوذ باللہ) قرآن کے حکم کے تحت آپ نبوت حضرت اقدس تسلیم کریں اور ان کی بیوی کو ام المومنین مانیں۔''

اسی طرح صحابیؓ یا صحابہؓ کا لفظ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے نسبت رکھتا ہے جو کسی اور کے لئے ثابت نہیں، مگر مرزائی، قادیانی کے ساتھیوں کے لئے یہ اصطلاح استعمال کرتے ہیں اور تابعی کا لفظ بعد میں آنے والوں کے لئے بولتے ہیں، اسی طرح رضی اللہ عنہ بھی بطور طبقہ صرف صحابہؓ کے لئے بولا جاتا ہے، لیکن قادیانی مرزا کے ساتھیوں کے لئے یہ لفظ استعمال کرتے ہیں اسی طرح امیر المومنین اور خلیفہ کے انتظامی مراتب بھی مسلمانوں کی شناخت ہیں، ان مراتب کا اطلاق غیر مسلم پر نہیں ہو سکتا، بلکہ قادیانی خلیفہ کا لفظ اپنے سرغنے کے لئے ڈھٹائی سے استعمال کرتے ہیں۔

یہی وہ طرز عمل ہے جس کے باعث قادیانیوں اور مسلم اکثریت میں مخاصمت ہے بلکہ

دوسری اقلیتوں کے ساتھ ایسا نہیں۔ قادیانی اپنے معتقدات کے باعث جب مسلمان نہیں تو ان کا اسلام اور شعائر اسلام کو استعمال کرنے کی ضد پر اڑے رہنا کیسے قرین انصاف مانا جاسکتا ہے؟ مرزا کے خاندان والوں کے لئے اہل بیت کی اصطلاح کو استعمال کرنا بھی اسی زمرے میں آتا ہے۔ قادیانیوں کے اسی دجل اور فریب کی وجہ سے ہمارا میڈیا ان کے لئے نہ صرف ''احمدی مسلمان'' کی اصطلاح استعمال کرتا ہے بلکہ ان کی عبادت گاہ کو مسجد بھی کہتا ہے۔ جب ماڈل ٹاؤن اور گڑھی شاہو میں ان کی عبادت گاہوں پر حملے ہوئے، اس دن جمعہ تھا، میڈیا پر یہ خبر چلائی جارہی تھی کہ لاہور کی مساجد میں بم دھماکے ہوئے ہیں اور عام زبانوں پر بھی یہی الفاظ تھے، اس کی وجہ یہ تھی کہ میڈیا تو حق وظیفہ خواری ادا کر رہا تھا لیکن قرب و جوار کے لوگ مساجد ہی کہہ رہے تھے، کیونکہ قادیانیوں کی عبادت گاہ کا طرز تعمیر مسجد جیسا ہی ہوتا ہے۔ اب مسجد شعائر اسلام میں سے ہے، کسی اقلیت کو اسلامی شعائر سے مشابہت کی اجازت کیسے دی جاسکتی ہے؟ آپ کسی ہندو کے عبادت خانے مندر کو دیکھ لیں یا عیسائی کے عبادت خانے پر چرچ کو دیکھ لیں تو دور دور سے ہی اندازہ ہو جاتا ہے کہ یہ غیر مسلموں کی عبادت گاہ ہیں، وہ اپنی عبادت گاہ کو مسلمانوں کی عبادت گاہ مسجد کے ساتھ کسی قسم کی مشابہت نہیں دیتے ہیں، اسی لئے ان کے ساتھ مسلمان کسی قسم کا جھگڑا نہیں کرتے۔

قادیانی غیر مسلم قرار دیئے جانے کے بعد نہ تو اسے تسلیم کرتے ہیں اور نہ ہی اسلامی اصطلاحات اور شعائر کو ترک کرنے پر آمادہ ہیں، اسی ضد کے باعث مسلم اکثریت کو ایک مرتبہ پھر تحریک چلانی پڑی اور ۱۹۸۴ء میں امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری ہوا، جس کی رو سے قادیانیوں کو شعائر اسلام کے استعمال اور تبلیغی سرگرمیوں سے روک دیا گیا۔ اس آرڈیننس کے ذریعے جسے بعد میں قومی اسمبلی سے منظور کرایا گیا۔ ضابطہ فوجداری کی شق ۲۹۸ میں دو حصوں کا اضافہ کیا گیا۔ ۲۹۸-بی کے مطابق قادیانی یا لاہوری گروہ کے کسی رکن کو خود کو احمدی یا کسی اور نام سے پکارنا ممنوع قرار دیا گیا۔ دفعہ (الف) وہ بول، لکھ یا کسی اور طریقے سے کسی کو خلیفہ یا خلیفۃ المومنین یا خلیفۃ المسلمین یا صحابی یا رضی اللہ عنہ کہے۔ (ب) آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کے علاوہ کسی کو ام المومنین کہے۔ (ج) آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کے اہل بیت کے علاوہ کسی کو اہل بیت کہے۔ (د) اپنی جائے عبادت کو مسجد کہے۔ ان امور کو اختیار کرنے والا تین سال تک قید نیز جرمانہ کی سزا کا حقدار ہوگا۔

۲۹۸-سی کے مطابق قادیانی یا لاہوری گروہ اپنے آپ کو براہ راست یا بالواسطہ مسلمان کہیں یا اپنے مذہب کو اسلام کہیں یا اپنے مذہب کی اشاعت یا تبلیغ کریں یا کسی بھی طریق پر مسلمانوں کے جذبات مجروح کریں تو ان تمام صورتوں میں تین سال تک قید اور جرمانہ کے مستحق ہوں گے۔ گویا:

''اُن کو ہم دین کی نیابت نہیں کرنے دیں گے''

قادیانی ۱۹۷۴ء اور امتناع قادیانیت آرڈیننس کی شقوں کو تسلیم کرنے سے اب بھی انکاری ہیں اور وقفے وقفے سے میڈیا کے ذریعے ان قوانین کے خلاف بین الاقوامی سطح پر مہم چلا رہے ہیں اور ہمارے مقتدرین اور کئی سیاست دان اور میڈیا کے بزرجمہر ان کی ہمنوائی کرتے ہیں وہ اب بھی مسلمان کہنے پر مصر ہیں اور ان کی پشت پناہی میں انہیں ''احمدی مسلمان'' کہہ کر آئین کی خلاف ورزی کے مرتکب ہوتے ہیں۔ پرویز مشرف کے دور میں پاسپورٹ سے قادیانی ہونے کا ثبوت ختم کیا جانا، نواز شریف کے دور حکومت میں (۱۸-۲۰۱۳ء) حلف نامے کی تبدیلی کی کوشش کرنا، موجودہ دور حکومت میں حج فارم سے حلف نامہ خارج کرنا اور پھر قادیانیوں کو اقلیتی کمیشن میں شامل کرنے کا اعلان کرنا اور قومی ردِ عمل پر اسے واپس لینا، عاطف میاں کو کابینہ میں شامل کرنا اور لبرل اور سیکولر طبقے کا ان کی تائید و حمایت کرنا اس کا تقاضا کرتا ہے کہ قادیانیوں کی حیثیت کے تعین میں جو قانونی سقم باقی ہیں، اجتماعی جدوجہد سے اس کے لئے حکومت سے قانون سازی کرائی جائے۔

(روزنامہ اسلام کراچی، ۲۰ مئی ۲۰۲۰ء)

قادیانیوں کی عبادت گاہ کا طرز تعمیر مسجد جیسا ہی ہوتا ہے۔ اب مسجد شعائر اسلام میں سے ہے، کسی اقلیت کو اسلامی شعائر سے مشابہت کی اجازت کیسے دی جاسکتی ہے؟

حضرت مولانا عزیز احمد بہلویؒ کی رحلت

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

پیر طریقت حضرت مولانا عزیز احمد بہلویؒ ہمارے حضرت بہلویؒ کے فرزند ارجمند اور سب سے چھوٹے بیٹے تھے۔ ۱۹۴۷ء میں بہلی شریف تحصیل جلال پور پیروالہ میں ان کی ولادت ہوئی۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد محترم شیخ التفسیر، رہبر شریعت وطریقت حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلویؒ کی نگرانی میں ہوئی۔ اکثر ابتدائی درجات کی تعلیم اپنے والد محترم سے حاصل کی۔ درمیانی درجات دارالعلوم کبیر والا میں پڑھے۔ دارالعلوم کبیر والا میں فاضل دیوبند حضرت مولانا عبدالخالقؒ، حکیم العصر حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ، امام الصرف حضرت مولانا منظور الحقؒ، مولانا ظہور الحقؒ، مولانا مفتی علی محمد، مولانا صوفی محمد سرور نوراللہ مراقدہم جیسی جبال العلم شخصیات کی تعلیم و تربیت نے انہیں کندن بنادیا۔

دورہ حدیث شریف آپ نے ۶۸، ۱۹۶۹ء میں جامعہ خیر المدارس ملتان سے کیا اور خیر العلماء حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ، حضرت علامہ محمد شریف کشمیریؒ، حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ ڈیروی ثم ملتانیؒ، مولانا غلام مصطفیٰ ملتانیؒ، مولانا عتیق الرحمٰن، مولانا مفتی عبدالستارؒ، مولانا محمد صدیقؒ، مولانا نذیر احمدؒ بانی جامعہ امدادیہ فیصل آباد سے دورہ حدیث شریف کیا اور ان عظیم اساتذہ کرام سے احادیث نبویہ پڑھیں۔

فراغت کے بعد اپنے والد محترم حضرت بہلویؒ کی نگرانی میں تدریس کا سلسلہ شروع کیا اور یہ سلسلہ حضرت بہلویؒ کی وفات کے بعد تک جاری رہا۔ ۲۰۱۶ء تک کسی نہ کسی درجہ کی کتب پڑھاتے رہے۔ حضرت اقدس بہلویؒ شیخ التفسیر کے عظیم منصب پر فائز تھے۔ شعبان ورمضان کی چھٹیوں میں فارغ التحصیل علماء کرام اور مدارس عربیہ کے منتہی طلبہ کرام کو دورہ تفسیر پڑھاتے۔ جہاں حضرت کے معاون حضرت بہلویؒ کے منجھلے صاحبزادے حضرت مولانا عبدالحی بہلویؒ ہوتے اور کچھ پارے پڑھاتے، وہاں مولانا عزیز احمدؒ بھی حضرت کا ہاتھ بٹاتے۔

اجازت وخلافت: آپ کو اپنے والد محترم حضرت بہلویؒ سے چاروں سلسلوں میں اجازت وخلافت تھی۔ نیز شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے خلیفہ مجاز مولانا خلیفہ غلام رسولؒ ڈیرہ اسماعیل خان صاحب کرامت بزرگ تھے۔ انہوں نے مولانا عزیز احمد بہلویؒ کے سر مبارک پر اپنے سر سے ٹوپی اتار کر پہنائی اور فرمایا: میں نے آپ کے والد محترم سمیت بزرگوں کے جوتے سیدھے کئے اور انہوں نے مجھ پر اعتماد فرماتے ہوئے اجازت وخلافت سے سرفراز فرمایا۔ میں وہ نعمت آپ کی اہمیت وصلاحیت کی بنیاد پر آپ کے سپرد کرتا ہوں۔

ہمارے حضرت خواجہ خواجگان مولانا خواجہ خان محمدؒ نے بھی بہت سارے معمولات میں انہیں اجازت سے سرفراز فرمایا۔ ہمارے حضرت بہلویؒ کے ایک اور خلیفہ مولانا علی المرتضیٰؒ گدائی شریف ڈیرہ غازی خان نے بھی انہیں دستار وٹوپی عنایت فرمائی۔ آپ کا اہل حق کی تمام جماعتوں سے بیک وقت تعلق تھا۔ آپ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت شجاع آباد کے سرپرستوں میں تھے۔ چناب نگر ختم نبوت کانفرنس میں بھی شرکت فرمائی۔ جب بھی حاضری ہوئی خندہ پیشانی سے پیش آئے۔ جماعتی کارکردگی کا پوچھ، سن کر خوشی کا اظہار فرماتے۔

امسال ۱۵ر فروری ۲۰۲۰ء کو شجاع آباد کی شاہی مسجد میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ اس میں نہ صرف تشریف لائے بلکہ ضعف وعوارض کے باوجود صدارت فرمائی اور اختتام کانفرنس تک تشریف فرما رہے۔ حضرت بہلویؒ کے ختم نبوت اور دیگر دینی معاملات میں روایات کے امین تھے۔ حضرت بہلویؒ کے والد محترم مولانا محمد مسلمؒ اوچ شریف گیلانی میں امام وخطیب رہے۔ سرکاری ریکارڈ میں ان کے نام کے ساتھ سید اور شاہ کا سابقہ اور لاحقہ نظر آیا تو حضرت بہلویؒ کے خاندان کے کچھ نوجوانوں نے اپنے نام کے ساتھ سید بخاری لکھنا شروع کردیا۔ ہمارے استاذ جی

حکیم العصر مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ کو معلوم ہوا تو انہوں نے مرحوم سے فرمایا چونکہ ہمارے حضرت نے کبھی بھی اپنے نام کے ساتھ سید نہیں لکھا۔ اور نہ ہی کسی سے اپنے سید ہونے کا تذکرہ کیا۔ تو اس لئے آپ کبھی بھی اپنے نام کے ساتھ سید نہ لکھیں۔ حضرت بہلویؒ کی نسبت ہی کافی ہے۔ تو مرحوم نے اپنے سید ہونے کا کبھی بھی تذکرہ نہ فرمایا۔ آپ نے اپنی ساری زندگی ذکر ومراقبہ کی تعلیم وتلقین میں گزاری۔ آپ متقّی ومسجّی گفتگو فرماتے۔ ہزار ہا لوگوں نے آپ سے اللہ اللہ کرنا سیکھا اور دل کی دنیا کو آباد کیا۔

مرحوم نے اپنی زندگی میں مدرسہ اشرف العلوم کا مہتمم اپنے فرزند اکبر مولانا حسین احمد سلمہٗ کو بنایا۔ مولانا قاری جمیل الرحمٰن بہلوی معاون ہوں گے، خانقاہ کا نظم اپنے چھوٹے بیٹوں مولانا عبدالرحمٰن اور مولانا عبداللہ، مولانا عبدالرحیم کے سپرد فرمایا۔ لنگر کا منتظم مولانا سعید احمد کو بنایا۔

اللہ پاک صاحبزادگان کو اتحاد واتفاق کے ساتھ مسجد، مدرسہ اور خانقاہ کی خدمت کی توفیق نصیب فرمائے رکھیں۔ آپ نے پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ نو بیٹے اور تین بیٹیاں سوگوار چھوڑیں۔ آپ کے جنازہ میں ہزاروں علماء کرام، مشائخ عظام، حفاظ وقرأ اور عوام نے شرکت کی۔ نماز جنازہ مولانا رشید احمد بہلوی آپ کے فرزند ارجمند نے پڑھائی، بعدازیں انہیں اپنے والد مکرم کے پہلو میں سپرد خاک کیا گیا۔ جنازہ سے پہلے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے ناظم اعلیٰ مولانا محمد حنیف جالندھری، مولانا زبیر احمد صدیقی، مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری ثالث، قاری جمیل الرحمٰن بہلوی، مولانا مفتی حبیب الرحمٰن درخواستی، مولانا ظفر احمد قاسم، مولانا منیر احمد منور سمیت کئی ایک علماء کرام نے انہیں خراج تحسین پیش کیا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جھنگ کے مبلغ مولانا غلام حسین، مولانا محمد ساجد مبلغ بھکر سمیت دسیوں کارکنوں نے شرکت کی۔ راقم کو بھی انہیں رحمت خداوندی کے سپرد کرتے وقت دیگر علماء کرام کے ساتھ شرکت کی سعادت نصیب ہوئی۔

☆☆........................☆☆

قومی اسمبلی میں حضرت محمد ﷺ کے نام کے ساتھ خاتم النبیین لکھنا لازم، قومی اسمبلی میں بھی قرارداد متفقہ منظور

(ن) لیگی رکن کی قرارداد وزیر مملکت پارلیمانی امور نے پیش کی، تمام جماعتوں کی حمایت، خاتم النبیین پڑھنا اور بولنا بھی لازمی، نصابی، درسی سمیت تمام کتابوں پر اطلاق ہوگا: متن

ختم نبوت کا مخالف مسلمان نہیں: علی محمد خان، قادیانیوں کے خلاف عظیم فیصلہ بھٹو نے دباؤ مسترد کر کے کیا: عبدالقادر پٹیل، خطبہ حجۃ الوداع میں واضح ہے اب کوئی نبی نہیں آئے گا: امجد علی

اسلام آباد (مانیٹرنگ ڈیسک) قومی اسمبلی میں نصابی اور درسی کتب و دیگر دستاویزات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک کے ساتھ خاتم النبیین لکھنے کی قرارداد متفقہ طور پر منظور کرلی۔ تمام جماعتوں نے قرارداد کی حمایت کی۔ قومی اسمبلی میں بجٹ پر خطاب کے دوران مسلم لیگ ن کے رکن نورالحسن تنویر نے ایک قرارداد کا مسودہ وزیر مملکت علی محمد خان کے حوالے کرتے ہوئے مطالبہ کیا کہ جہاں جہاں نبی آخرالزمان کا نام آتا ہے، اس کے ساتھ خاتم النبیین کا لفظ لازمی لکھا جائے۔ وزیر مملکت علی محمد خان نے بتایا کہ بیشتر جماعتوں کے پارلیمانی لیڈر موجود ہیں، اس لئے معزز رکن کے نکتہ کو قرارداد کی صورت میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ وزیر مملکت علی محمد خان نے متفقہ قرارداد ایوان میں پیش کی، جس میں کہا گیا کہ تمام درسی کتابوں اور تعلیمی اداروں میں جہاں جہاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک آتا ہے، اس کے ساتھ لفظ خاتم النبیین لکھنا، پڑھنا اور بولنا لازمی ہوگا۔ اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے امجد علی خان نے کہا کہ آخری خطبہ میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح کردیا تھا کہ ان کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور وہ آخری نبی ہیں۔ ایوان نے قرارداد اتفاق رائے سے منظور کرلی۔ اس موقع پر عبدالقادر پٹیل نے کہا کہ بھٹو دور میں اسلامی جمہوریہ پاکستان میں خاتم النبیین کو نہ ماننے والے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے چکا ہے۔ قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا عظیم فیصلہ ذوالفقار علی بھٹو نے کیا تھا۔ ذوالفقار علی بھٹو نے کہا تھا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے کر اپنی موت پر دستخط کر رہے ہیں۔ کرنل رفیع نے ذوالفقار علی بھٹو کے حوالے سے لکھا ہے کہ قادیانی کہتے ہیں کہ میں جیل میں ہوں تو ان کی وجہ سے ہوں۔ ذوالفقار علی بھٹو نے کہا کہ میں گناہگار آدمی ہوں مگر امید ہے کہ قادیانیوں کو کافر قرار دینے کی وجہ سے بخشا جاؤں گا۔ اس موقع پر وزیر مملکت برائے پارلیمانی امور علی محمد خان کا کہنا تھا کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں ختم نبوت کو نہ ماننے والے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا جاچکا ہے۔ (روزنامہ اسلام کراچی، ۲۳/جون ۲۰۲۰ء)

جامع مسجد فاروق اعظم کالونی پسرور:
مسجد کے بانی مولانا قاری غلام فرید اعوان تھے جو۱۹۶۴ء میں پسرور آئے اور آٹھ سال مولانا بشیر احمد پسروریؒ خلیفہ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کی نگرانی میں تدریس کے فرائض سرانجام دیئے۔شاعرختم نبوت سائیں محمد حیاتؒ جو پنجابی زبان کے فی البدیہ شاعر تھے۔تحریک آزادی میں مجلس احرار اسلام کے پلیٹ فارم سے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔قادیان سمیت پورے انڈیا میں اپنے کلام سے مسلمانان پنجاب میں بیداری کی لہر پیدا کی۔قیام پاکستان کے بعد مجلس تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم پر اپنے کلام کا جادو جگاتے رہے۔سائیں محمد حیاتؒ، قاری غلام فرید اعوان کو جامع مسجد قاضیاں میں لائے، جہاں آپ نے ۴۷ سال تک قرآن پاک کی تدریس اور قال اللہ وقال الرسول کی صدائیں بلند کیں اور آپ نے قاضیاں والی مسجد کا نام جامع مسجد ختم نبوت رکھا۔ اللہ پاک نے انہیں بیٹوں سے سرفراز فرمایا۔آپ نے اپنی زندگی میں اپنے بڑے بیٹے مولانا محمد رفیق عابد علوی کو کوٹ خضریٰ میں مدرسہ بنا کر دیا۔جامع مسجد ختم نبوت قاضیاں والی میں قرآن پاک کی کلاس قاری عبدالباسط کے سپرد کی۔امامت مولانا محمد طیب کے سپرد کی۔فاروق اعظم کالونی میں شاخ قائم کی، جامع مسجد کی امامت و خطابت و تدریس مولانا قاری محمد قاسم مدظلہ کے سپرد کی۔موصوف عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے خوردوکلاں سے بہت محبت فرماتے ان کی مسجد میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ہمارے مبلغ مولانا فقیر اللہ اختر ان کے مشیر خاص تھے۔۸/جولائی ۲۰۱۷ءکو

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

دعوتی و تبلیغی اسفار

ان کا انتقال ہوا۔مولانا محمد قاسم کی استدعا پر مولانا فقیر اللہ اختر نے شکرگڑھ سے طویل سفر کیا رات کا قیام ان کی مسجد میں ہوا اور صبح کا درس اسی مسجد میں ہوا۔درس و ناشتہ سے فارغ ہو کر قاری محمد شفیق ڈوگر کی والدہ محترمہ جو دو روز پہلے انتقال کر گئیں تھیں۔قاری محمد شفیق ڈوگر سے تعزیت کی اور ان کی والدہ محترمہ کے ایصال ثواب کے لئے فاتحہ خوانی اور دعائے مغفرت کی۔

دفتر مرکزیہ ملتان میں مبلغین کی تشریف آوری

آج کل عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین مولانا قاضی احسان احمد، محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا وسیم اسلم، مولانا عبدالستار گورمانی، مولانا عبدالحکیم نعمانی، مولانا محمد ساجد، مولانا محمد عثمان، مولانا محمد اسحاق ساقی، مولانا محمد امین پر مشتمل ٹیم مولانا اللہ وسایا کی سرکردگی میں مجلس کی مرکزی لائبریری کے رسائل والے حصہ میں مصروف ہے۔ان دنوں میں درج ذیل کام کئے گئے۔

ا:... معروف اہلحدیث عالم دین مولانا محمد حسین بٹالویؒ جنہوں نے مرزا قادیانی کی پہلی کتاب براہین احمدیہ پر ریویو لکھا، جس میں مرزا کی بہت تعریف وتوصیف کی گئی، لیکن جب مرزا قادیانی کے دل و دماغ میں دعویٰ مہدویت، مسیحیت اور نبوت کا بھوت سمایا اور اس نے مختلف دعاوی کئے تو مولانا محمد حسین بٹالویؒ میدان میں آئے اور اپنے استاذ بلکہ اہلحدیث کے استاذ الکل مولانا نذیر حسین دہلویؒ کی خدمت میں استفتاء پیش کیا کہ جو آدمی رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے، نیز مرزا قادیانی کے دیگر دعاوی باطلہ لکھ کر فتویٰ طلب کیا کہ جس آدمی کے یہ دعاوی و نظریات ہوں مسلمان رہ جاتا ہے یا کافر ہو جاتا ہے؟

مولانا نذیر حسین دہلویؒ نے اس استفتاء کے جواب میں مرزا قادیانی کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا تو مولانا محمد حسین بٹالویؒ میدان میں آئے اور انہوں نے اپنا رسالہ اشاعۃ السنۃ تردید قادیانیت کے لئے وقف کر دیا اور شاندار مضامین رقم فرمائے۔اللہ پاک شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا مدظلہ کو جزائے خیر عطا فرمائیں۔انہوں نے بڑی تگ و دو کے بعد اشاعۃ السنۃ کی مکمل فائل تلاش کی اور اس میں سے ردقادیانیت کے مضامین کی کاپی کرائی اور حوالہ جات کی تخریج کے لئے مندرجہ بالا احباب کی ڈیوٹی لگائی، انہوں نے حوالہ جات کی تخریج کی۔

۲:...لائبریری کا رد قادیانیت والا حصہ کی تمام کتب شیلفوں اور الماریوں سے نیچے اتروائیں ان کی صفائی کرائی اور ترتیب وار کتاب رکھوائیں۔

۳:... مجلس اور ختم نبوت، ناموس رسالت سے متعلق اخبارات میں جو خبریں آتی رہیں ان کی کٹنگ کراکر بنڈل بنوا کر رکھے ہوئے تھے اور یہ پندرہ بیس سال کا ریکارڈ تھا۔ مذکورہ بالا حضرات نے خبریں، سال، ماہ اور یومیہ تاریخ تلاش کر کے ریکارڈ محفوظ کردیا۔

۴:... اس کٹنگ کے ریکارڈ میں بہت سارے مضامین بھی تھے۔ مولانا کے حکم پر ان مضامین کی ترتیب کی اور اس کی دو قسمیں بنائیں: (۱) قابل اشاعت یعنی وہ ریکارڈ جسے کتابی شکل دی جاسکتی ہے یا لولاک، ختم نبوت میں شائع کیا جاسکتا ہے۔ (۲) ناقابل اشاعت وہ مضامین جو تحریک سے متعلق نہیں، ان کی چھانٹی کر کے علیحدہ کیا گیا۔

۵:..ہفت روزہ چٹان لاہور جو مجاہد تحریک ختم نبوت آغا شورش کاشمیریؒ کی ادارت میں نکلتا رہا اور آغا صاحب کی وفات کے بعد بھی ایک عرصہ تک نکلتا رہا پھر بند ہوگیا۔ ان رسائل کو ترتیب وار رکھا گیا، نیز یہ بھی مرتب کیا گیا کہ کس کس جلد کا کون سا رسالہ شارٹ ہے، وہ بھی لکھ لیا گیا تاکہ اس کی تلاش کر کے چٹان کا ریکارڈ مکمل کیا جائے۔

۶:... ہفت روزہ خدام الدین لاہور کا ریکارڈ مکمل کیا گیا اور جلدیں بنوالی گئیں۔

۷:... ہفت روزہ بعدازاں ماہنامہ لولاک کی فائلیں مکمل کی گئیں زائد جلدیں چناب نگر اور فیصل آباد کی لائبریری کے لئے بھجوادی گئیں۔

۸:... ہفت روزہ ختم نبوت کراچی کی تمام فائل محفوظ ہیں۔

۹:... ہیڈ آف دی جماعت قادیان و ربوہ مرزا بشیر الدین محمود کی تقاریر جو انوار العلوم کے نام سے قادیانیوں نے شائع کئے ان کی ترتیب قائم کی گئی۔

۱۰:... علاوہ ازیں لائبریری سے متعلق بہت سے کام ترتیب وار کئے گئے۔ کورونا وائرس کی نحوست کی وجہ سے تبلیغی پروگرام بند ہوگئے، جمعہ کے اجتماعات برائے نام رہ گئے۔

ملک کی بہت سی مساجد میں نمازوں پر پابندی، تبلیغی اجتماعات پر پابندی کی وجہ سے احباب کو دفتر مرکزیہ میں بلاکر مذکورہ بالا کام مکمل کئے گئے، کیونکہ یہ کام کافی عرصہ سے تشنہ طلب تھے۔☆☆

مولانا محمد حسین ناصر کو صدمہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر ڈویژن کے مبلغ مولانا محمد حسین ناصر کے برادرِ نسبتی ملک غلام حبیب رحلت فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم تعمیرات کے شعبہ سے تعلق رکھتے تھے۔ انہوں نے کئی ایک پلیں، انڈر پاس اور دیگر تعمیرات کیں۔ مرحوم صحیح العقیدہ موحد مسلمان تھے۔ انہوں نے اپنے گاؤں چک نمبر ۱۳۶ احباس منڈی خانیوال میں خوبصورت مسجد بنوائی جو ان کے لئے صدقہ جاریہ ثابت ہوگی۔ ان کے ایک فرزند ارجمند جامعہ امدادیہ چنیوٹ کے فاضل تھے۔ دو تین سال قبل روڈ ایکسیڈنٹ میں جاں بحق ہوئے، ان کے کئی ایک بیٹے، پوتے اور نواسے حافظ قرآن ہیں۔ آپ کی عمر ۷۰، ۸۰ سال کے درمیان ہوگی۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند مسلمان تھے۔ آپ نے ۱۸/مارچ ۲۰۲۰ء صبح کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کی۔ گھر آئے ناشتہ کے بعد چائے کی پیالی ہاتھ میں تھی کہ ایک بچی کی وفات اور جنازہ کا اعلان ہوا جو روڈ ایکسیڈنٹ کا شکار ہوئی تھی، پوچھا کہ کس کا اعلان ہے؟ بتلایا گیا تو نام سنتے ہی دل کا دورہ پڑا جو جان لیوا ثابت ہوا اور آناً فاناً اس دنیا سے کوچ کرگئے۔ مولانا محمد حسین ناصر جو چند روز قبل سکھر تشریف لے گئے، انہیں اطلاع ملی تو بچوں سمیت ملتان کا سفر کیا اور شریک جنازہ ہوئے آتے ہی دفتر مرکزیہ فون کیا اور مولانا محمد انس سے کہا کہ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری دامت برکاتہم جنازہ پڑھادیں، بتلایا گیا کہ حضرت ناظم اعلیٰ صاحب صاحبِ فراش ہونے کی وجہ سے سفر کے قابل نہیں۔ مولانا اللہ وسایا مدظلہ سفر پر تھے تو قرعہ فال ناچیز راقم کے نام نکلا، مولانا محمد انس، مولانا محمد امین مدرس جامعہ ختم نبوت چناب نگر کی معیت میں سفر کیا اور جنازہ کی امامت کا فریضہ سرانجام دیا۔ مغرب کی نماز کے بعد جنازہ میں ہزاروں مسلمانوں نے شرکت کی اور انہیں علاقہ کے قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی قائدین استاذ المحدثین حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر دامت برکاتہم، حضرت اقدس حافظ ناصر الدین خاکوانی، حضرت مولانا صاحبزادہ عزیز احمد، حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، حضرت مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اور دیگر تمام مبلغین اور مجلس کے زعماء نے ایک مشترکہ تعزیتی بیان میں مرحوم کی مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی۔ (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کے عدالتی تحقیقاتی کمیشن کے

سات سوالات کا جواب الجواب

مرزائیوں سے ہائی کورٹ کے ۷ سوالات.... مرزائیوں کے مغالطہ آمیز جوابات اور مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ کا تاریخی جواب الجواب!

سوالات

۱...... جو مسلمان، مرزا صاحب کو نبی بمعنی ملہم اور مامور من اللہ نہیں مانتے کیا وہ مؤمن اور مسلمان ہیں؟

۲...... جو شخص مرزا غلام احمد کو نبی نہیں مانتا کیا وہ کافر ہے؟

۳...... ایسے کافر ہونے کے دنیا اور آخرت میں کیا نتائج ہیں یعنی اگر غلام احمد کو نبی نہ ماننا کفر ہے تو ایسے کفر کے دنیا اور آخرت میں کیا نتائج ہیں؟

۴...... کیا مرزا صاحب کو رسول کریم ﷺ کی طرح اور اسی ذریعہ سے الہام ہوتا ہے؟

۵...... کیا احمدیہ عقیدہ میں شامل ہے کہ ایسے شخص کا جنازہ جو مرزا صاحب پر یقین نہیں رکھتے بے فائدہ ہے؟

۶...... کیا احمدی اور غیر احمدی میں شادی جائز ہے؟

۷...... احمدیہ فرقہ کے نزدیک امیر المؤمنین کی خصوصیت کیا ہے؟ (قسط: ۷)

سوال نمبر: ۵

الف...... کیا احمدیہ عقیدہ میں شامل ہے کہ ایسے شخص کا جنازہ جو مرزا غلام احمد قادیانی پر یقین نہیں رکھتے۔ (Infructuaus) بے فائدہ ہے؟

ب...... کیا احمدیہ عقائد میں ایسی نماز کے خلاف کوئی حکم موجود ہے؟

مرزائیوں کا جواب:

۱...... احمدیہ کریڈ (Creed) عقیدہ میں کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ جو شخص حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کو نہیں مانتا۔ اس کے حق میں نماز جنازہ (Infructuaus) ہے۔

ہمارا جواب: یہ جواب صریح غلط ہے۔ احمدیہ عقائد میں نہ صرف یہ کہ جو شخص مرزا غلام احمد قادیانی پر یقین نہیں رکھتا۔ اس کا جنازہ (Infructuaus) ہے۔ بلکہ اس کی نماز جنازہ شرعاً ناجائز اور درست نہیں ہے۔

۱...... مرزا غلام احمد قادیانی کے ایک لڑکے فضل احمد کا واقعہ ہے کہ احمد بیگ نے جب اپنی لڑکی محمدی بیگم کا نکاح مرزا غلام احمد قادیانی کے ساتھ کرنے سے انکار کر دیا تو غلام احمد نے احمد بیگ کو کہا کہ اگر تم میرے ساتھ محمدی بیگم کا نکاح نہیں کرو گے تو میں تمہاری بھانجی عزت بی بی جو میرے لڑکے فضل احمد کی بیوی ہے۔ طلاق دلا دوں گا اور طلاق نامہ معلق فضل احمد سے لے لوں گا۔ جس میں یہ تحریر ہوگا کہ جس دن تم محمدی بیگم کا نکاح میرے سوا کسی دوسرے کے ساتھ کرو گے تو عزت بی بی کو اس دن سے طلاق ہو جائے گی۔ چنانچہ احمد بیگ نے مرزا غلام احمد کی اس دھمکی کی قطعاً کوئی پرواہ نہ کی۔ مرزا غلام احمد نے اپنے لڑکے فضل احمد سے کہا کہ تو اپنی بیوی عزت بی بی کو طلاق دے دے۔ فضل احمد پسر غلام احمد چونکہ اپنے والدین کا انتہائی فرمانبردار اور خدمت گزار تھا، اس نے اپنے باپ کے حکم کو بسر و چشم قبول کیا اور اپنی بیوی عزت بی بی کو طلاق دے دی۔ فضل احمد اپنے والدین کا فرمانبردار ہونے کے باوجود اپنے باپ غلام احمد کو دعویٰ نبوت میں دل سے سچا نہیں سمجھتا تھا۔ چنانچہ جب اس تابعدار لڑکے فضل احمد کا انتقال ہو گیا تو مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے اس فرمانبردار بیٹے کی نماز جنازہ پڑھنے سے انکار کر دیا۔

(حوالہ انوار خلافت ص ۹۱، ریویو بابت دسمبر ۱۹۴۱ء)

مرزا غلام احمد قادیانی کے اس عمل کے بعد بھی قادیانی کوئی تاویل کر سکتے ہیں؟

۲...... چونکہ قادیانی عقیدہ مسلمانوں کو وہی درجہ دیتا ہے جو حضرت محمد رسول اللہ کو نہ ماننے کی وجہ سے عیسائیوں کو دیا جاتا ہے۔ اس لئے مرزائیوں کے نزدیک مسلمانوں کے نابالغ بچوں

کا جنازہ بھی جائز نہیں۔(انوار خلافت ص۹۳)

۳...... قادیانی گروہ کے نزدیک جو شخص مرزا غلام احمد کو سچا سمجھتا ہو لیکن وہ باقاعدہ طور پر بیعت کر کے حلقہ احمدیت میں داخل نہ ہوا ہو، اس کا جنازہ جائز نہیں ہے۔(انوار خلافت ص۹۳)

مرزائیوں کا جواب: شق (ب) کا جواب یہ ہے کہ گو اسی وقت تک جماعت کا فیصلہ یہی رہا ہے کہ غیر از جماعت کے لوگوں کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے لیکن اب اس سال حضرت مسیح موعود کی ایک تحریر اپنے قلم کی لکھی ہوئی ملی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص مکفر یا مکذب نہ ہو۔ اس کا جنازہ پڑھ لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

ہمارا جواب: جناب عالی! یہ تو ؎

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

والا معاملہ ہوا۔ قادیانیوں کا انکوائری کورٹ کے سامنے یہ بیان قطعاً غلط اور فریب دہی کے مترادف ہے کہ: ''مسیح موعود کے اپنے قلم کی لکھی ہوئی تحریر اس سال ملی ہے۔ حالانکہ ایسی تحریر انہیں ۱۹۱۵ء میں مل چکی تھی۔ جس کے ملنے کا ذکر انوار خلافت کے ص۹۱ پر کیا گیا ہے اور اس کے ثبوت میں غلام احمد کے لڑکے فضل احمد کی نماز جنازہ پڑھنے کا واقعہ تحریر بھی کیا جا چکا ہے۔''

مرزائیوں کا جواب: لیکن باوجود جنازہ کے بارہ میں جماعت احمدیہ کے سابقہ طریقہ کے غیر احمدی مرحومین کے لئے دعائیں کرنے میں جماعت نے کبھی اجتناب نہیں کیا۔ (رپورٹ اور آگے چل کر جی معین الدین کے والد اور سر عبدالقادر کے لئے دعا کرنے کا ذکر کیا گیا ہے)

ہمارا جواب: کسی موت پر صرف دعا کرنا کون سی انوکھی بات ہے۔ ایسے ہزاروں مواقع پیش آتے رہتے ہیں کہ ایک مسلمان کی فوتگی کے بعد ہندو اور سکھ وغیرہ غیر مسلم قومیں بھی اس کے حق میں دعاؤں میں شریک ہوتی رہیں۔ حضرت قائد اعظم اور قائد ملت کے مزارات پر کئی ہندو اور غیر مسلم افراد نے اپنے عقیدے کے مطابق آپ کے حق میں دعائیں مانگیں اور ایسے ہی گاندھی جی کی سمادھ پر ہمارے وزراء کرام اور دیگر سرکاری نمائندگان نے ہدیہ عقیدت پیش کیا۔ دعا مانگنا آج ایک رسم بن چکی ہے۔ اس سے یہ دلیل اور نتیجہ اخذ کرنا کہ ہم نے فلاں کی میت پر دعا مانگی تھی اور اسے جائز سمجھتے ہیں۔ یہ کسی صورت میں دلیل نہیں بن سکتا کہ قادیانی غیر احمدی کا جنازہ جائز سمجھتے ہیں۔

قادیانیوں کی یہ بات اگر بالفرض تسلیم بھی کر لی جائے تو دعا کے علاوہ نماز جنازہ بھی تو دعا ہی ہے۔ اس میں یہ کیوں شرکت نہیں کرتے اور بالخصوص حضرت قائد اعظم مرحوم کی نماز جنازہ میں چوہدری ظفر اللہ خان وزیر خارجہ پاکستان نے کیوں شرکت نہ کی اور وزیر قانون مسٹر منڈل اور دیگر غیر نمائندگان کے ساتھ مسلمانوں سے الگ ہو کر کیوں کھڑے رہے؟ کیا چوہدری صاحب کی یہ حرکت اسلامیان پاکستان کے دلوں کو مجروح کرنے کے مترادف نہیں تھی؟ نماز جنازہ نہ پڑھنے پر جماعت احمدیہ کی طرف سے ایک پمفلٹ بھی شائع کیا گیا ہے۔ جس میں حضرت قائد اعظم کی نماز جنازہ نہ پڑھنے کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ چونکہ سب لوگ جانتے ہیں کہ قائد اعظم احمدی نہ تھے۔ ان کی نماز جنازہ نہیں پڑھی گئی۔ علاوہ ازیں چوہدری ظفر اللہ خان نے نماز جنازہ میں شرکت نہ کرنے کے متعلق ایک انٹرویو کے دوران جواب دیا۔ معزز جج اس سے مطلع ہو چکے ہیں۔

(جاری ہے)

سیّد منور حسن کی دینی سیاسی وسماجی خدمات ناقابل فراموش ہیں: مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ

ہم سیّد منور حسن کے اہل خانہ، متعلقین اور جماعت اسلامی سے اظہار تعزیت کرتے ہیں: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

کراچی (پ ر) جماعت اسلامی کے سابق امیر سید منور حسن کا انتقال ملک کے دینی سیاسی وسماجی حلقوں کا بڑا نقصان ہے۔ سیّد منور حسن نے اپنی ساری زندگی نفاذ اسلام اور ملک کی سلامتی کے لئے وقف کر رکھی تھی۔ ان کی رحلت نے پوری قوم کو افسردہ کر دیا ہے۔ سیّد منور حسن جہد مسلسل اور حق گوئی کی لازوال داستان تھے۔ ان کی سیاسی مذہبی وملی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ سابق امیر جماعت اسلامی سیّد منور حسن کے اہل خانہ سمیت تمام لواحقین سے اظہار تعزیت کرتے ہیں اور غم واندوہ کی اس گھڑی میں ان کے لئے صبر جمیل کی دعا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سیّد منور حسن کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائیں۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، نائب اُمرا مولانا حافظ پیر ناصر الدین خاکوانی ومولانا خواجہ عزیز احمد، مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مرکزی رہنما مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا حافظ محمد اکرم طوفانی، علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، مولانا قاضی احسان احمد، مفتی شہاب الدین خان پوپلزئی، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی اور دیگر مبلغین و کارکنان ختم نبوت نے جماعت اسلامی کے سابق امیر سید منور حسن کے سانحہ ارتحال پر اپنے تعزیتی پیغام میں کیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے کہا ہے کہ سید منور حسن ملت کا درد رکھنے والے، محبّ وطن اور اصول پسند سیاست دان تھے۔ آپ کے دم سے اصول پسندانہ سیاست، حق گوئی وبے باکی اور بے لوث سماجی خدمات کا ایک جہاں آباد تھا۔ آپ شریف النفس، اپنے مؤقف پر ڈٹ جانے والے اور حق گو انسان تھے۔ آپ کی سیاسی وسماجی خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔

میری والدہ ماجدہؒ کی رحلت

مولانا محمد ثناء الرحمٰن

۱۳؍شوال المکرّم ۱۴۴۱ھ بمطابق ۴؍جون ۲۰۲۰ء بوقت اذان عشاء شب جمعہ کی فضیلت حاصل کرتے ہوئے ہماری والدہ محترمہ اچانک اس دنیا سے تشریف لے گئیں(انا للہ وانا الیہ راجعون)رحمہا اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔

حضرت والد صاحب رحمہ اللہ کی وفات کے بعد سے والدہ صاحبہ کا سایہ ہم تمام بہن بھائیوں کے لئے اور خاص طور پر میرے لئے بہت بڑا سہارا تھا۔مسجد، مدرسہ میں جب بھی کوئی مشکل حالات پیش آتے والدہ صاحبہ کی دعائیں نہ صرف بہترین تسلی ہوا کرتی تھیں بلکہ وہ مسئلہ چند دنوں میں خود بخود ایسے حل ہوجاتا، جیسے کہ کبھی ہوا ہی نہیں۔

ہماری والدہ ماجدہ کی زندگی بہت محنت اور ہمت والی تھی وہ بھوپال کے ایک دینی اور اچھے کھاتے پیتے خاندان سے تعلق رکھتی تھیں لیکن پاکستان آنے کے بعدوہ حالات نہ رہے، پریشانی کے ان لمحات میں انہوں نے خود بھی تعلیم حاصل کی اور اپنے گھر کے مالی حالات کی بہتری کے لئے اسکولوں میں پڑھانا بھی شروع کیا اور کافی دور پڑھانے کے لئے کئی کئی بسیں بدل کر جاتی تھیں شادی کے چند سالوں بعد والد صاحب کے ساتھ کچھ ایسے حادثات پیش آئے کہ ان کی بینائی چلی گئی اورتیس سال تک وہ نابینا ہی رہے اوراسی حال میں ان کا انتقال ہوا۔ والدہ ماجدہ نے اس موقع پر بھی بڑی ہمت سے کام لیااوران کا بہترین سہارا بنیں، ہم بہن بھائی اس وقت بہت چھوٹے تھے میں خود شاید ایک ڈیڑھ سال کا تھاوالدہ صاحبہ نے ہماری بہترین تربیت میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔

جب ہمارا حفظ شروع ہوا تو ہمارا داخلہ حضرت قاری رفعت الحق صاحب کے پاس فلاح مسجد میں کرایا گیا ہمارے گھر سے جامع مسجد فلاح کا فاصلہ تقریباً ڈیڑھ سے دو کلومیٹر کا تھا والدین روزانہ ہم دونوں بھائیوں کا ہاتھ پکڑ کر پیدل مدرسہ چھوڑنے اور لینے بھی رات کو عشاء کے وقت آتے ، بعد میں قاری صاحب نے کچھ انتظام کروا دیا تو آنا جانا کسی ساتھی کی گاڑی میں ہوگیا۔

ہم بہن بھائیوں کی دینی تربیت میں انہوں نے کوئی کسر نہیں چھوڑی ہم دونوں بھائی حافظ ہوئے مجھے عالم بننے کا بھی شرف حاصل ہوا، ایک نواسہ بھی ماشاء اللہ عالم بنا، ہم تین بہن بھائیوں کے تمام بچے حافظ قرآن ہیں سوائے دو چھوٹی بچیوں کے وہ ابھی چھوٹی ہیں، ان شاء اللہ! وہ بھی حافظ قرآن ہوجائیں گی۔

والدہ مرحومہ کے قرآن کریم سے عشق کا یہ عالم تھا کہ جب تک بچہ قرآن کریم حفظ کر رہا ہے اس کا خرچہ اس کی فیس وغیرہ سب وہ خود دیا کرتی تھیں ہم والدین کو ادا نہیں کرنے دیتی تھیں اور جب بچہ حفظ کرلیتا تو ہر بچہ کے لئے ایک نظم لکھا کرتی تھیں اس کو خوبصورت کمپوز کرواتیں، اس کا خوبصورت فریم بنوا کراس کو تحفہ دیتیں، بچے بھی اس حسین تحفے کے ایسے منتظر ہوتے کہ جب ان کے آخری پارے شروع ہوجاتے تو دادی سے فرمائش شروع کردیتے کہ نظم لکھنا شروع کردیں۔ یہ نظم ان کے دل کی آواز ہوا کرتی تھی اوراس میں بچے اوراس کے والدین اور مدرسے والوں کو خوب دعائیں بھی دیتیں اور نصیحتیں بھی کرتی تھیں اس طرح تقریباً نو، دس انہوں نے نظمیں لکھ کر اپنے دل کی خوشی کا اظہار کیا۔

میری جب بھی کوئی نئی کتاب یا کتاب کا نیا ایڈیشن آتا اور میں ان کو ہدیہ پیش کرتا تو بہت دعائیں دیتیں اور فرماتیں کہ میں نے تمہارا ہدیہ قبول کرلیا لیکن میرا حصہ بھی اس کارخیر میں شامل ہوجائے اس لئے یہ پیسے رکھ لو۔ پھر اس کتاب کا مستقل مطالعہ بھی کرتیں اور خوش بھی ہوتیں۔

اسی طرح ہر سال اعتکاف کے موقع پر شروع شروع میں تو خود میری اہلیہ کے ساتھ مل کر پچیس پچیس، تیس تیس افراد کی افطاری، کھانا اور اورسحری خود بنا بنا کر کھلاتیں اور بہت خوش ہوتیں بعد میں جب اجتماعی نظم ہونے لگا تو مجھے ہر سال دس ہزار روپے دیتیں کہ تم اپنی طرف سے اعتکاف کے نظم میں جمع کرادو کہ کہیں تمہارے اوپر کوئی انگلی نہ اٹھائے کہ مولوی صاحب خود تو فری میں اعتکاف کرتے ہیں اور ہم سے اعتکاف کے نظم کے پیسے لیتے ہیں، اس سے ان کے دین کا نقصان ہوگا۔

اللہ رب العزت نے ان کو معمولات کی بڑی پابندی نصیب فرمائی تھی ہم نے اپنی زندگی

میں کبھی نہیں دیکھا کہ وہ بغیر وضو کے سوئی ہوں کسی تقریب سے رات گئے اگر کبھی واپسی ہوتی تو ہم لوگ تو سیدھا بستروں کی راہ دیکھتے لیکن وہ وضو کر کے اپنا رات کا معمول تلاوت اور تسبیحات وغیرہ پورا کر کے ہی لیٹتیں، ہر جمعہ المبارک کو ان کا معمول تھا کہ ہم سب سے پہلے نہا دھو کر تیار ہو کر بیٹھ جاتیں، اپنے معمولات پورے کرتیں اور تقریباً ہر جمعہ کو باقاعدہ تاکید کرتیں اسپیکر چیک کرالینا یہ نہ ہو کہ بیان کی آواز نہ آئے اگر کسی وقت اسپیکر نہیں چل پاتا تو صحن میں آ کر بیان سننے کی کوشش کرتیں اور پھر بھی آواز نہیں آتی تو پھر ناراض ہو جاتیں کہ تم لوگ پہلے سے صحیح نہیں کرتے میرا بیان سنا رہ گیا اور کسی اچھے موضوع پر بیان ہو جاتا تو بہت خوش ہوتیں اور شاباش بھی دیتیں۔

والدہ صاحبہ نے ہمیشہ تنظیموں وغیرہ سے دور رہ کر ہی کام کرنے کی تلقین کی لیکن جب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تحت کچھ کام شروع ہوا تو بہت خوش ہوئیں اور بہت دعائیں بھی دیں اور کام کی اجازت بھی مرحمت فرمادی، بلکہ جب ۵؍دسمبر ۲۰۱۹ء کو تقریری مقابلے کے اختتام پر کتابیں اور سوٹ دیا گیا اور میں نے والدہ صاحبہ کو دکھایا تو بہت خوش ہوئیں اور فرمانے لگیں ماشاء اللہ روز قیامت اس کام کا انعام تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی صورت میں ملے گا ہی ان شاء اللہ لیکن اللہ پاک نے تمہیں دنیا میں ہی انعامات سے نوازنا شروع کر دیا ہے۔ میں ایک عرصے سے سفید ہی لباس پہنتا ہوں جو سوٹ ملا تھا وہ کچھ کریم کلر کا تھا تو فرمانے لگیں اس کو ضرور سلوا کر پہن لینا، اس کے ساتھ ختم نبوت کی نسبت جڑی ہوئی ہے تمہیں روحانی فائدہ ہوگا۔

اس دفعہ عید کے دو تین روز کے بعد سے ہلکا پھلکا بخار چل رہا تھا، انتقال سے ایک دن پہلے بخار صحیح ہو گیا لیکن رات کو کچھ بے چینی شروع ہوگئی جس کی وجہ سے رات کو نیند نہیں آئی صبح فجر کی نماز کے بعد اپنے معمولات کو پورا کیا میں نے بھی ان پر دم کیا لیکن دن چڑھنے کے ساتھ ساتھ بے چینی بڑھتی چلی گئی اور متلی کی کیفیت بڑھتی چلی گئی ہر طرح سے دوا، ٹوٹکے، اور دم وغیرہ کیا لیکن افاقہ نہیں ہوا یہاں تک کہ عصر کے بعد بالکل ہی نڈھال ہو گئیں اور سانسیں اکھڑنے لگیں، میں محلے سے ایک ڈاکٹر صاحب کو بلا کر لایا تو انہوں نے پوچھا اماں جی کیا حال ہیں تو اس وقت بڑے زور سے کہا "اللہ کا بڑا شکر و احسان ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اللہ اللہ اللہ" اور پھر مستقل اللہ اللہ کا ورد کرتی رہی ہیں مغرب کی نماز کے بعد بھائی صاحب اور بہنوئی صاحب ہسپتال لے جانے لگے تو ایمبولینس میں لیٹنے کے بعد پانی کے چند گھونٹ پیئے اور ایمبولینس میں ہی ایسی خاموشی کے ساتھ رفیق اعلیٰ کی خدمت میں روح پرواز کرگئی کہ برابر میں بیٹھی میری اہلیہ کو بھی نہ پتہ چل سکا کہ انتقال ہو گیا ہے۔

انتقال کے بعد چہرہ ماشاء اللہ خوب چمک رہا تھا لیکن اس وقت ایسا لگ رہا تھا کہ نورانیت کا بلب روشن ہے، میت کو قبر میں اتارنے کیلئے بھائی صاحب قبر میں اترے تو باجود اس کے کہ شدید گرمی تھی لوگوں کی گرمی سے بری حالت تھی ہم نے لیموں کا پانی بنوالیا تھا وہ لوگ دھڑا دھڑا پی کر گرمی کی شدت کو کم کرنے کی کوشش کر رہے تھے وہاں بھائی صاحب بتا رہے تھے کہ قبر کا فرش ایسا ٹھنڈا ہو رہا تھا جیسے کسی نے اس کو ٹھنڈے پانی سے ابھی ابھی دھویا ہو۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو ہمیشہ ایسا ہی ٹھنڈا اور کشادہ رکھے۔ آمین۔

جن احباب نے جنازے میں شرکت کی جنہوں نے دنیا کے مختلف علاقوں سے میسج اور فون کال کر کے یا بعد میں خود تشریف لا کر تعزیت کی یا ان کی طرف سے ایصال ثواب کیا یا صدقہ خیرات کر کے ان کو ثواب پہنچایا یا ہمارے مدرسے کے اساتذہ وطلباء جنہوں نے ماشاء اللہ! دل و جان سے سارے انتظامات سنبھالے اللہ تعالیٰ ان حضرات کو بہترین جزائے خیر عطا فرمائے اور حق تعالیٰ میری والدہ کی کامل مغفرت فرمائے، آمین۔☆☆

ضروری اعلان

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان "ہفت روزہ ختم نبوت کراچی" کی مسلسل اور کامیاب اشاعت کا ۳۹ واں سال شروع ہو چکا ہے۔ مجلس کی سرگرمیاں، کارگزاری، خبریں، عقیدۂ ختم نبوت پر علمی فقہی مقالات، دعوتی مضامین اور فتنۂ قادیانیت کا تعاقب وغیرہ مختلف سلسلوں پر مشتمل ایک معیاری پرچہ۔ خود بھی پڑھیں اور اپنے احباب کو بھی ترغیب دیں۔

رسالہ کی معیاری اور جاذب نظر PDF فائل اس لنک سے ڈاؤن لوڈ کی جا سکتی ہے:

http://shaheedeislam.com,   www.khatm-e-nubuwwat.info

قادیانیوں کے سوالات کے جوابات

تیسری قسط

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

قادیانی سوال نمبر۶:

اگر بانی جماعت حضرت مرزاغلام احمد قادیانی کا انگریز حکومت کی طرف سے دی گئی مذہبی آزادی کوسراہنا امت مسلمہ سے غداری کے مترادف تھا تو دیگر مسلم مکاتب فکر (جن میں اہل حدیث، دیوبندی اور بریلوی علماء بھی شامل تھے) انگریز سے اپنی وفاداریوں کو کیا قرار دیں گے؟

جواب:

اگر مذہبی یا سیاسی رہنما نے انگریز کی مدح سرائی کی تو اسی وقت ہزاروں مسلم رہنماؤں نے اس کے خلاف بھی کہا۔ اس کی تردید بھی کی کہ انگریز پرستی کرنے والے غلط ہیں۔ رہی مرزاغلام احمد قادیانی کی انگریز پرستی، کیا قادیانی جماعت میں سے کوئی اسے غلط کہتا ہے؟ ہمارے نزدیک انگریز پرست کسی رہنما کا قول غلط کسی پر حجت نہیں۔ رہی مرزا قادیانی کی انگریز پرستی جسے مرزا قادیانی امر خداوندی، وحی الٰہی قرار دیتا ہے وہ قادیانی جماعت کے عقیدہ کا جز ہے۔ ایک آدمی کی سطحی غلطی پر مرزا قادیانی کو لاکر اس سے جان چھڑانے، اس کی وحی کو نظرانداز کرنے کے لئے یہ اعذار قادیانی معترضین کی فہم ودانش پر کیا تاثر قائم کریں گے؟

لیجئے! ہم آج بھی کہتے ہیں جس نے انگریز پرستی کی، غلط کیا۔ کیا قادیانی بھی یہ جرأت کریں گے کہ مرزا نے انگریز پرستی کر کے غلطی کی؟ نہیں تو پھر ان چکر بازیوں سے آپ کیا حاصل کر پائیں گے؟ مرزا قادیانی کی انگریز پرستی خدائی حکم، پچاس گھوڑے، پچاس الماریاں فرمائیں گے تو تفصیل کے لئے حاضر پائیں گے۔

قادیانی سوال نمبر۷:

برطانوی ہندوستان میں اہل حدیث، دیوبندی اور بریلوی علماء بھی انگریز کے خلاف جہاد کو ممنوع قرار دیتے رہے۔ کیا یہ سب بھی انگریز کے ایجنٹ تھے جو مسلمانوں کے اتحاد کو توڑنے کے لئے کھڑے کئے گئے؟

جواب:

جنھوں نے انگریز پرستی کی، غلط سوچ کی بنیاد پر یا بطور انگریز کے ایجنٹ کے، انہوں نے غلط کیا۔

مرزا قادیانی، انگریز کا خودکاشتہ پودا، انگریز کا ایجنٹ ودلال، انگریز کی حکومت کو اپنے الہام کی سند بخشنے والا، جدی پشتی انگریز کا زلہ خوار، عام مذہبی یا سیاسی رہنما کی فروگزاشت اور انگریزی نبی کے کشوف والہام عقائد وایمان کا یقین وعزم۔ ابدی ازلی مشن۔ دونوں میں آپ کے نزدیک فرق ہے یا نہیں؟

یہ قادیانی چینل کے سات سوالات کے سرسری جوابات تھے جو عرض کردیئے گئے ہیں۔ تلخی ہوگئی ہو تو اپنی اداؤں پر غور کریں۔ باقی یار زندہ تو ملاقات باقی۔ انہیں صفحات میں علیحدہ سے ہمارے قادیانی حضرات سے سات سوالات بھی ملاحظہ فرمالیجئے۔ قادیانی حضرات کے ذمہ مولانا مرتضیٰ حسن کے ایک سو چالیس سوالات اور فقیر کے سو سوالات پہلے سے باقی ہیں۔ تفصیلات چلتی رہیں گی۔

> مرزا قادیانی کی انگریز پرستی جسے مرزا قادیانی امر خداوندی، وحی الٰہی قرار دیتا ہے وہ قادیانی جماعت کے عقیدہ کا جز ہے

ضروری وضاحت:

یہاں تک قادیانیوں کے سات سوال کے جوابات تحریر کر کے کمپوز بھی کرالئے گئے تھے۔ ان کی ریکارڈنگ بھی کرالی گئی تھی۔ یہ ۷/جون ۲۰۲۰ء بروز اتوار بعد از عصر کی بات ہے۔

۸/جون ۲۰۲۰ء بروز سوموار صبح نو بجے ایک دوست نے فرمایا کہ قادیانیوں کے دوسوال اور بھی آ گئے ہیں۔فقیر کے عرض کرنے پر وہ دوسوال مزید لئے تو ذیل میں ان کے جوابات کا بھی ساتھ ہی اضافہ کیا جاتا ہے۔

قادیانی سوال نمبر ۸:

جماعت احمدیہ مسلمہ کا عقیدہ ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ خاتم النّبیین ہیں۔آپ کی لائی ہوئی شریعت نہ صرف آخری ہے بلکہ ہر لحاظ سے کامل بھی ہے۔کیا آپ ﷺ کی امت کی اصلاح کے لئے باہر سے کسی دوسرے نبی کے آنے پر ایمان رکھنا (خواہ کسی بھی حیثیت میں) آنحضور ﷺ کی شان خاتمیت کی روح کے خلاف نہیں؟

جواب:

سیدنا مسیح ابن مریمؑ قتل دجال کے لئے امت کی مدد کی خاطر تشریف لائیں گے۔ان کی آمد پر دجال اکبران کے ہاتھوں قتل ہوگا۔جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے کہ:

”عن عبداللّٰہ بن مسعودؓ، عن النبی ﷺ قال لقیت لیلة اسری بی ابراھیم وموسیٰ وعیسیٰ قال فتذکروا امر الساعة فردوا امرھم الی ابراھیم، فقال لا علم لی بھا فردوا الامر الی موسیٰ، فقال لا علم لی بھا فردوا الامر الیٰ عیسیٰ، فقال: اما وجبتھا فلا یعلمھا احد الا اللّٰہ تعالیٰ ذلک وفیما عھد الیٰ ربی عزوجل ان الدجال خارج قال ومعیی قضیبان فاذا رآنی ذاب کما یذوب الرصاص قال فیھلکہ اللّٰہ، حتی ان الحجر والشجر لیقول: یا مسلم ان تحتی کافرًا فتعال فاقتلہ قال: فیھلکھم اللّٰہ تعالیٰ“ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے شب معراج میں ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام سے ملاقات کی تو وہ قیامت کے بارے میں باتیں کرنے لگے۔پس انہوں نے اس معاملہ میں ابراہیم علیہ السلام سے رجوع کیا (کہ وہ وقت قیامت کے بارے میں کچھ بتائیں) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے اس کا کوئی علم نہیں۔پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف رجوع کیا تو انہوں نے بھی فرمایا کہ مجھے اس کا کوئی علم نہیں۔پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف رجوع کیا تو انہوں نے فرمایا جہاں تک وقت قیامت کا معاملہ ہے تو اس کا علم سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو نہیں۔یہ بات تو اتنی ہی ہے البتہ جو عہد پروردگار نے مجھ سے کیا ہے اس میں یہ ہے کہ دجال نکلے گا اور میرے پاس دو باریک سی نرم تلواریں ہوں گی پس وہ مجھے دیکھتے ہی رانگ (یا سیسہ) کی طرح پگھلنے لگے گا۔پس اللہ اس کو ہلاک کرے گا۔یہاں تک کہ پتھر اور درخت بھی کہیں گے کہ اے مرد مسلم! میرے نیچے کافر چھپا ہوا ہے آ کر اسے قتل کردے۔چنانچہ اللہ ان سب (کافروں) کو ہلاک کردے گا۔(مسند احمد ج۱ ص۳۷۵ واللفظ لہ، ابن ماجہ ص۲۹۹، باب خروج الدجال وخروج عیسیٰ بن مریم علیہا السلام وخروج یاجوج وماجوج (اس میں ہے کہ میں دجال کو قتل کروں گا) ابن جریر ج ۱۷ ص ۹۱، زیرآیت: ”حَتّٰی اِذَا فُتِحَتْ یَاجُوْجُ وَمَاجُوْجُ وَھُمْ مِنْ کُلِّ حَدَبٍ یَّنْسِلُوْنَ“ مستدرک حاکم ج۵ ص۶۸۷، باب مذاکرة الانبیاء فی امر الساعة (امام حاکم فرماتے ہیں کہ یہ روایت صحیحین کی شرط پر صحیح الاسناد ہے) فتح الباری ج۱۳ ص۷۹، درمنثور ج۴ ص۳۳۶، مصنف ابن ابی شیبہ ج۸ ص۶۶۱، حدیث:۷۱، کتاب الفتن باب ماذکر فی فتنة الدجال)

نوٹ: امام احمد، حاکم، جلال الدین سیوطی، قادیانیوں کے مسلّم مجدد اور ابن جریر رئیس المفسرین ہیں ان سے یہ روایت منقول ہے۔

۱......تمام انبیاء علیہم السلام کی موجودگی میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام قتل دجال کے لئے دوبارہ دنیا میں آنے کا تذکرہ فرماتے ہیں۔کسی نبی نے اس پر نکیر نہ کی گویا انبیاء علیہم السلام کا قرب قیامت نزول مسیح علیہ السلام پر اجماع ثابت ہوا۔

۲...... اس واقعہ کو آنحضرت ﷺ بیان فرماتے ہیں۔

۳......عیسیٰ علیہ السلام اپنے نزول کو وعدہ خداوندی فرماتے ہیں۔

۴......عیسیٰ علیہ السلام کی دجال سے لڑائی کے وقت میں پتھر و درخت کلام کریں گے۔

۵......دجال کے ساتھی جو جنگ میں شامل ہوں گے ہلاک ہوجائیں گے۔

۶......اس لئے ہم مسلمانوں کو ان کی آمد پر دوہری خوشی ہوگی، کہ جہاں ان کے ہاتھوں دجال اکبر قتل ہوگا، وہاں اس دجال اکبر کے چیلے مرزا غلام احمد قادیانی کی امت بھی کذاب اعظم کے کذب کے واضح ہونے پر اپنی موت آپ مرجائے گی۔سوال کی باقی جز کا جواب پہلے ہوچکا۔آئندہ بھی آرہا ہے۔

(جاری ہے)

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابرین کی امت محمدیہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت بھری اپیل

یہ بات انتہائی خوش آئند ہے کہ پاکستان کی قومی اسمبلی، سینیٹ سمیت اور صوبائی اسمبلی
نے یہ قرارداد منظور کی ہے کہ تمام سرکاری دستاویزات اور درسی کتب میں جہاں بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی محمد آئے گا وہاں حضور خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکھا پڑھا اور پکارا جائے گا۔ قرارداد میں یہ بھی منظور ہوا کہ نصابی وغیر نصابی کتب، اخبارات، رسائل وجرائد، ٹی وی چینلز، ریڈیو، تمام سرکاری خط وکتابت انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا پر جب بھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی آئے تو اس کے ساتھ ’’خاتم النبیین‘‘ ضروری طور پر لکھا اور پڑھا جائے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

تمام مسلمانوں سے دردمندانہ اپیل کرتی ہے کہ محبت رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دینی غیرت ومحبت کے پیش نظر اس بات کو نہایت محبت اور خوش اخلاقی سے یقینی بنائیں کہ جب بھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام ادا کریں تو اس کیساتھ خاتم النبیین ضرور کہیں اور لکھیں یہ ہر مسلمان کی اولین ذمہ داری ہے۔

یاد رکھئے! آپکے اس عمل سے حضور خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ صرف بے حد خوش ہوں گے بلکہ بروز محشر اپنی خاص شفاعت سے بھی نوازیں گے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان پاکستان

رابطہ کمیٹی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور

amtkn313 www.khattm-e-nubuwwat.com +92-300-4304277